Spot CMYK#Waheed

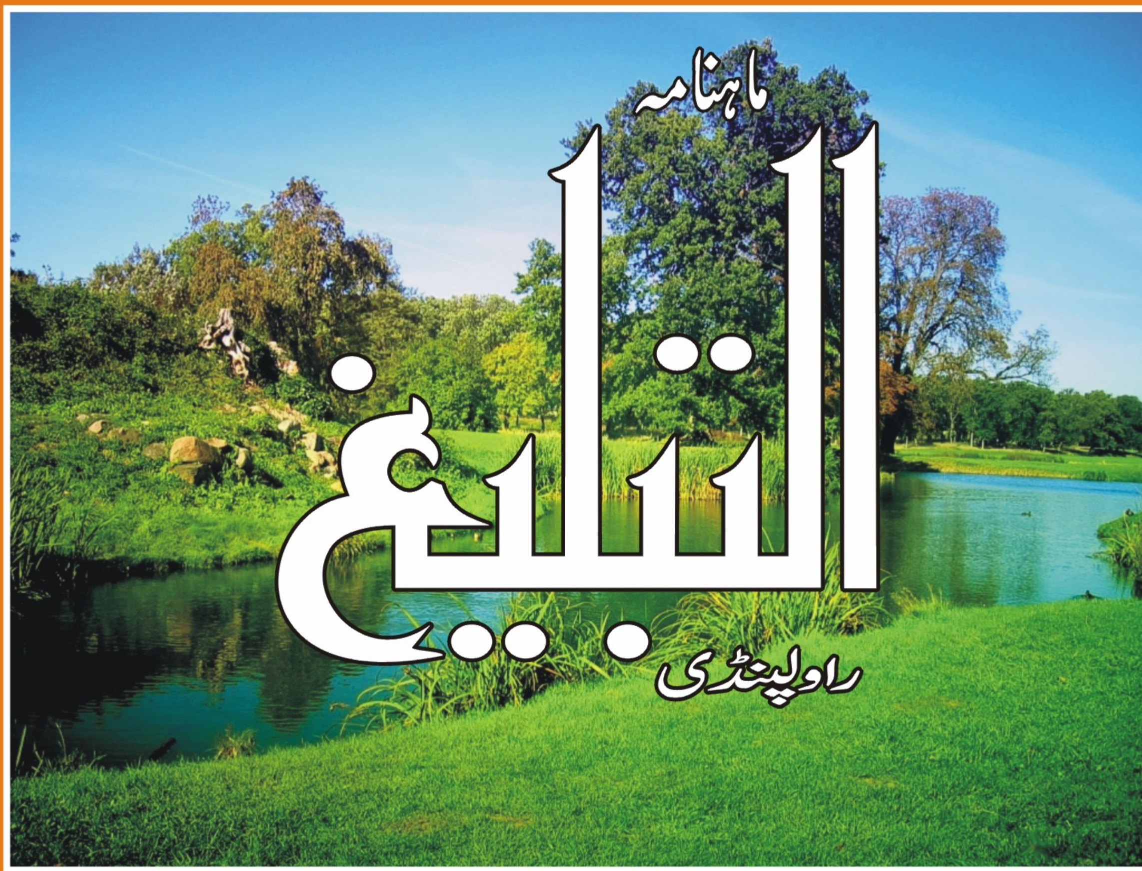

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

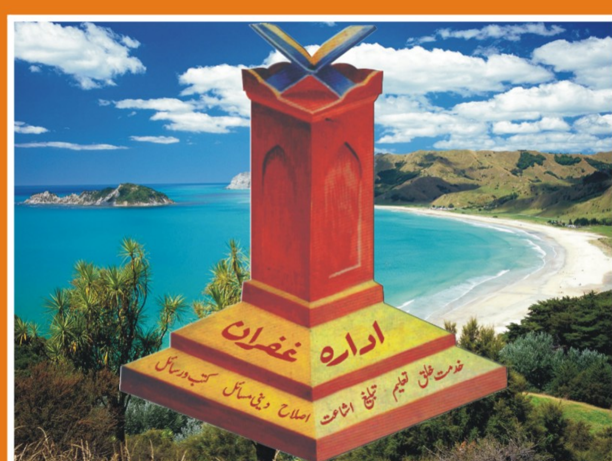

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....لاہور چرچ میں دھماکہ اور اسلامی تعلیمات............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۲۶)... اپنی جان، اللہ کو بیچنا اور اسلام میں پورا داخل ہونا.....// // ۱۲

درسِ حدیث ....نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط ۷)..// // ۲۰

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

جنت، اہلِ جنت کو میراث میں دی جائے گی................................مفتی محمد امجد حسین ۲۹

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے...// // ۳۴

جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا کا یادگار سفر (قسط ۲)..............................// // ۴۰

قبر جزا وسزا کی پہلی منزل ....مولانا غلام بلال ۴۸

ماہِ ربیع الاول: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات............مولانا طارق محمود ۵۴

علم کے مینار:........ امام مالک رحمہ اللہ کا اجمالی تعارف ....مولانا محمد ناصر ۵۶

تذکرۂ اولیاء:..............حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی داخلی پالیسی...............// // ۵۸

پیارے بچو!..............پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب............// // ۶۰

بزمِ خواتین ....خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط ۱)......مولانا طلحہ مدثر ۶۱

آپ کے دینی مسائل کا حل... غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم (قسط ۴)... ادارہ ۶۹

کیا آپ جانتے ہیں؟........ قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (قسط ۴)......مفتی محمد رضوان ۷۶

عبرت کدہ .... حضرت شعیب علیہ السلام.........مولانا طارق محمود ۸۳

طب وصحت..................اسپغول (Seed Spogul)........مفتی محمد رضوان ۸۶

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...............مولانا محمد امجد حسین ۹۰

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۲

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

لاہور چرچ میں دھماکہ اور اسلامی تعلیمات

لاہور کے علاقے ''یوحنا آباد'' میں کیتھولک چرچ اور کرائسٹ چرچ کے باہر 15 مارچ 2015ء بروز اتوار کو دو خودکش دھماکے ہوئے، اس واقعہ میں کئی پولیس اہلکاروں سمیت متعدد افراد ہلاک اور بے شمار افراد زخمی ہوگئے، دھماکوں کے وقت چرچ میں مذہبی تقریب جاری تھی۔

اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ مختلف چرچوں کو نشانہ بنایا گیا ہے، 22 ستمبر 2013ء کو پشاور چرچ میں دھماکہ سے سو سے زائد افراد ہلاک اور دو سو سے زائد افراد زخمی ہوگئے تھے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے مطابق ملک کے ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے اور اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی حاصل ہے، اور اقلیتوں کے جائز حقوق کو تحفظ دیئے جانے کی صراحت موجود ہے۔

اور اسلامی نقطۂ نظر سے بھی یہ بات طے شدہ ہے کہ جب مسلمانوں کے ملک میں غیر مسلم اقلیت کے لوگ قانونی اجازت کے ساتھ رہتے ہوں، تو وہ ایک معاہدہ کے تحت رہتے ہیں، اس لئے مسلمانوں پر ان کے جان و مال کا تحفظ ضروری ہوتا ہے، اور ایسے لوگوں کو شریعت کی زبان میں ''ذمی'' اور ''معاہد'' کہا جاتا ہے، اور احادیث میں ایسے لوگوں کو ''اہلِ ذمہ'' کا نام دیا گیا ہے۔ [1]

فقہائے کرام نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ ''اہلِ ذمہ'' کو ان کے گھروں اور عبادت خانوں میں ان کی مذہبی رسوم انجام دینے سے نہیں روکا جائے گا۔ [2]

---

[1] أهل الذمة:التعريف:الذمة فى اللغة :الأمان والعهد، فأهل الذمة أهل العهد، والذمى :هو المعاهد . والمراد بأهل الذمة فى اصطلاح الفقهاء الذميون، والذمى نسبة إلى الذمة، أى العهد من الإمام -أو ممن ينوب عنه -بالأمن على نفسه وماله نظير التزامه الجزية ونفوذ أحكام الإسلام .

وتحصل الذمة لأهل الكتاب ومن فى حكمهم بالعقد أو القرائن أو التبعية، فيقرون على كفرهم فى مقابل الجزية(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص ۱۲۰، ماده،أهل الذمة)

[2] إجراء عباداتهم:الأصل فى أهل الذمة تركهم وما يدينون، فيقرون على الكفر وعقائدهم وأعمالهم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوراہلِ ذمہ کے عبادت خانوں کومنہدم نہیں کیا جائے گا، چنانچہ صحابۂ کرام نے جو غیرمسلموں کے علاقے فتح کیے، صحابۂ کرام نے وہاں غیرمسلموں کے عبادت خانوں کومنہدم نہیں کیا، اورصدیوں سے مسلمانوں کی حکومتیں رہنے کے باوجودغیرمسلموں کے عبادت خانوں کو برقراررکھا گیا۔ [۱]

جہاں تک اہلِ ذمہ کوقتل کرنے کاتعلق ہے، تواسلام میں اس کی بھی اجازت نہیں، الَّا یہ کہ کوئی ذمی قابلِ قتل جرم کاارتکاب کرے، مثلاً کسی کوناحق قتل کرے، تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا، مگراہلِ ذمہ اورغیرمسلم ہونے کی حیثیت سے اورعبادت خانوں یا گھروں میں اپنی مذہبی عبادات کوسرانجام دینے اوراپنے مذہب کے مطابق عقائدکی بناء پران کوقتل کرنے کی اجازت نہیں، اوراحادیث میں اس پرسخت وعیدیں آئی ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرورضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ قَتِیلًا مِنْ أَھْلِ الذِّمَّۃِ لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ، وَإِنَّ رِیحَھَا لَیُوجَدُ مِنْ مَسِیرَۃِ أَرْبَعِینَ عَامًا (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۷۴۵، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۵۸۰) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اہلِ ذمہ میں سے کسی کوقتل کردیا، تو وہ جنت کی خوشبونہیں پاسکے گا، اور بے شک جنت کی خوشبوچالیس سالوں کی مسافت سے پالی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التی یعتبرونہا من أمور دینہم، کضرب الناقوس خفیفا فی داخل معابدہم، وقراء ۃ التوراۃ والإنجیل فیما بینہم، ولا یمنعون من ارتکاب المعاصی التی یعتقدون بجوازہا، کشرب الخمر، واتخاذ الخنازیر وبیعہا، أو الأکل والشرب فی نہار رمضان، وغیر ذلک فیما بینہم، أو إذا انفردوا بقریۃ .ویشترط فی جمیع ہذا ألا یظہروہا ولا یجہروا بہا بین المسلمین، وإلا منعوا وعزروا، وہذا باتفاق المذاہب(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج۷، ص ۱۳۰،مادہ،أہل الذمۃ)

[۱] ذہب الحنفیۃ إلی أن البیع والکنائس القدیمۃ فی السواد والقری لا یتعرض لہا ولا یہدم شیء منہا، قال الکمال بن الہمام :إن البیع والکنائس فی السواد لا تہدم علی الروایات کلہا، وأما فی الأمصار فاختلف کلام محمد، فذکر فی العشر والخراج :تہدم القدیمۃ، وذکر فی الإجارۃ :لا تہدم :وعمل الناس علی ہذا، فإنا رأینا کثیرا منہا توالت علیہا أئمۃ وأزمان وہی باقیۃ لم یأمر إمام بہدمہا، فکان متوارثا من عہد الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج۳۸، ص ۱۵۱،مادہ،معابد)

[۲] قال شعیب الارنؤوط:إسنادہ صحیح(حاشیۃ مسند احمد)

وقال الحاکم:ہَذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ عَلَی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ وَلَہُ شَاہِدٌ مِنْ حَدِیثِ أَبِی ہُرَیْرَۃَ صَحِیحٌ عَلَی شَرْطِ مُسْلِمٍ "

وقال الذہبی:علی شرط البخاری ومسلم.

Idara Ghufran

جاتی ہے (مسند احمد، حاکم)

اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا (بخاری، رقم الحديث ۳۱۶۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسے (غیر مسلم) شخص کو قتل کیا کہ جس سے (قتل وقتال نہ کرنے کا) معاہدہ تھا، تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پاسکے گا، اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پالی جاتی ہے (بخاری)

اہلِ ذمہ سے چونکہ معاہدہ ہوتا ہے، اس لئے ان کو بھی شریعت کی زبان میں ''معاہَد'' کہا جاتا ہے، اسی لئے ایک روایت میں ''اہلِ ذمہ'' اور دوسری روایت میں ''معاہَد'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ـ أَوْ لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ، مَنْصُورٌ الشَّاكُّ ـ إِنَّ رِيْحَهَا تُوجَدُ مِنْ قَدْرِ سَبْعِيْنَ عَامًا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۱۲۸) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اہلِ ذمہ میں سے کسی کو قتل کردیا، تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پاسکے گا، اور بے شک جنت کی خوشبو ستر سالوں کی مسافت سے پالی جاتی ہے (مسند احمد)

ممکن ہے کہ چالیس سالوں اور ستر سالوں کی مسافت سے دور رہنے کا یہ فرق، قاتل کے ظلم کی شدت اور خفت کی بناء پر ہو، اور جس نے زیادہ ظالمانہ طریقہ پر قتل کیا ہو، اس کا عذاب زیادہ شدید وطویل ہو۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِيْ غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (ابو داود، رقم الحديث ۲۷۶۰، باب فی الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسے (غیر مسلم) شخص کو ناحق قتل کیا

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: اسناده صحيح (حاشية ابى داؤد)

Idara Ghufran

کہ جس سے (قتل وقتال نہ کرنے کا) معاہدہ تھا،تو اللہ اس پر جنت کو حرام فرمادے گا (ابوداؤد)

اس طرح کی احادیث کی بناء پر فقہائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہلِ ذمہ اور معاہدین کو ناحق قتل کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

اور اگر کوئی مسلمان، کسی ذمی کو ظلماً قتل کردے، یا اس کا کوئی عضو تلف کردے،تو امام ابوحنیفہ کے فقہ کے مطابق مسلمان سے اس کا قصاص بھی لیا جائے گا۔ [1]

اس کے علاوہ اہلِ ذمہ کو ناحق تکلیف وایذاء پہنچانے اوران پر جانی ومالی ظلم کرنے کی بھی اسلام میں نہ صرف یہ کہ سخت ممانعت ہے، بلکہ اس پر سخت وعیدوں اور سزاؤں کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ حِزَامٍ، أَنَّهُ مَرَّ بِأُنَاسٍ مِّنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، قَدْ أُقِيْمُوْا فِي الشَّمْسِ بِالشَّامِ، فَقَالَ:مَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا:بَقِيَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ مِّنَ الْخَرَاجِ، فَقَالَ:أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعَذِّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ،قَالَ:وَأَمِيْرُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ عُمَيْرُ بْنُ سَعْدٍ عَلٰى فِلَسْطِيْنَ، قَالَ:فَدَخَلَ عَلَيْهِ، فَحَدَّثَهُ فَخَلّٰى سَبِيْلَهُمْ (مسند احمد،رقم الحديث ۱۵۳۳۰) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ حزام رضی اللہ عنہ اہلِ ذمہ کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے،جن کو شام(کے علاقہ) میں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا،حضرت ابنِ حزام نے فرمایا کہ ان کے ساتھ ایسا کیوں کیا جارہا ہے،لوگوں نے جواب میں کہا کہ ان پر کچھ ٹیکس باقی ہے،تو حضرت ابنِ حزام نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ بے شک اللہ عزوجل ان لوگوں کو قیامت کے دن عذاب دے گا، جو لوگوں کو عذاب دیتے ہیں،اوراس وقت میں لوگوں کے امیر فلسطین میں عمیر بن سعد تھے، ابنِ حزام نے ان کو جا کر یہ بات بیان کی،توانہوں نے اہلِ ذمہ کو چھوڑ دیا (مسند احمد)

---

[1] وكذلك لو قتل المسلم الذمي عمدا فعليه القصاص عندنا (المبسوط،للسرخسي، ج٢٦،ص ١٣١،كتاب الديات،باب القصاص)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

اور حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهَدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن أبي داود، رقم الحديث ۳۰۵۲) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے معاہدہ کیے ہوئے (غیر مسلم) شخص پر ظلم کیا، یا اس کی حق تلفی و تحقیر کی، یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا، یا اس کی خوش دلی کے بغیر اس کی کوئی بھی چیز لی، تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے حجت بنوں گا (اور اس کے حق کے لئے کھڑا ہوؤں گا) (ابوداؤد)

اور کئی احادیث میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ اگر غیر مسلم کو کوئی ایک عام مسلمان بھی امن دے دے، مثلاً اس کو اپنے ہاں ویزا پر بلوائے، تو وہ امن دینا سب مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۱۵۵) [۲]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر کسی (غیر مسلم) کو پناہ دے سکتا ہے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يُجِيْرُ عَلٰى أُمَّتِيْ أَدْنَاهُمْ (مسنداحمد، رقم الحديث ۸۷۸۰) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی کسی (غیر مسلم) کو پناہ دے سکتا ہے (اور پھر اس کی حفاظت تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہوگی) (مسند احمد)

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: اسناده حسن (حاشية مسند احمد)

[۲] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

[۳] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.

Idara Ghufran

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا (بخاری، رقم الحدیث ۷۳۰۰)

ترجمہ: مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے، جس کو مسلمانوں کا ادنیٰ (سے ادنیٰ) شخص بھی اختیار کرسکتا ہے، جس نے کسی مسلمان کا (غیر مسلم کو دیا ہوا) عہد توڑا، تو اُس پر اللہ اور فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، نہ تو اس کی فرض عبادت مقبول ہوگی اور نہ نفل (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ، مَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ، وَلَا عَدْلٌ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۶۲۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دھوکہ دینے والے (اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے) کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا، مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے، جس کے لئے مسلمانوں کا ادنیٰ شخص بھی کوشش کرسکتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کا (غیر مسلم کو دیا ہوا) ذمہ وعہد توڑے، تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، نہ تو اس کی فرض عبادت مقبول ہوگی اور نہ ہی نفل (طبرانی)

اور اگر مسلمانوں کا حکمران امن وذمہ دے دے، تو وہ بدرجۂ اولیٰ سب ملک کے باشندوں پر لازم ہے، اور پاکستان کی اقلیت واہلِ ذمہ کو باقاعدہ آئین وقانون کے تحت امن وذمہ دیا گیا ہے، جس کی پاسداری تمام ملک کے باشندوں پر شرعاً بھی لازم ہے۔

اس کے علاوہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد شکنی کرنے کی وجہ سے باہم قتل وغارت گری اور خانہ

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط وأبو يعلى باختصار، وقد تقدم حديث أبي يعلى في الباب قبله ورجال أبي يعلى ثقات وإسناد الطبراني ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۹۶۹۱، باب ما جاء في الغدر)

Idara Ghufran

جنگی پیدا ہوتی ہے، اور مسلمانوں پر دشمنوں کا غلبہ اور تسلط ہوتا ہے، اور مسلمانوں کو معاشی بدحالی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ قَطُّ، إِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم بھی کبھی عہد کو توڑتی ہے، تو ان کے درمیان قتل وغارت گری پیدا ہو جاتی ہے (حاکم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُم (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۰۹۹۲، ج ۱۱ ص ۴۵) [2]

ترجمہ: جو قوم بھی عہد شکنی کرتی ہے، تو ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے (طبرانی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوا دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا؟ فَقِيلَ لَهُ: وَكَيْفَ تَرىٰ ذٰلِكَ كَائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِىْ وَالَّذِىْ نَفْسُ أَبِىْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ، عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ

---

[1] رقم الحديث ۲۵۷۷، كتاب الجهاد، مسند البزار، رقم الحديث ۴۴۶۳.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.
و قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح غير رجاء بن محمد وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۱۵۰، باب وجوب إنكار المنكر)
و قال البوصيري: وقال الحاكم: صحيح على شرط مسلم. وهو كما قال. وله شاهد من حديث ابن عمر، رواه ابن ماجه والبزار والبيهقي بإسناد حسن (اتحاف الخيرة المهرة، ج۳، ص ۱، باب مانع الزكاة وعقوبة من كنز)

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير، وفيه إسحاق بن عبد الله بن كيسان المروزي، لينه الحاكم، وبقية رجاله موثقون، وفيهم كلام (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۳۴۶، باب فرض الزكاة)
وقال المنذري: رواه الطبراني في الكبير وسنده قريب من الحسن وله شواهد (الترغيب و الترهيب، ج ۱، ص ۳۰۱، كتاب الصدقات الترغيب في أداء الزكاة وتأكيد وجوبها)
وبالجملة فالحديث بهذه الطرق والشواهد صحيح بلا ريب، وتوقف الحافظ ابن حجر في ثبوته إنما هو باعتبار الطريق الأولى. والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، ج ۱، ص۲۱۷، تحت رقم الحديث ۱۰۷)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الْـمَصْدُوقِ، قَالُوا: عَمَّ ذَاکَ؟ قَالَ: تُنْتَهَکُ ذِمَّةُ اللّٰهِ، وَذِمَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ، فَيَشُـدُّ اللّٰـهُ عَـزَّ وَجَـلَّ قُـلُـوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَيَمْنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ (صحيح البخاری، رقم الحديث ٣١٨٠)

ترجمہ: اس وقت تمہارا کیا بنے گا، جب تم کو نہ تو دینار مل سکے گا اور نہ روپیہ پیسہ، عرض کیا گیا کہ اے ابوہریرہ! تمہیں آئندہ ہونے والی یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ جس پر انہوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ بات معلوم کی ہے، لوگوں نے معلوم کیا کہ ایسا کیوں ہوگا؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کی بے حرمتی کی جائے گی، تو اس وقت اللہ عزوجل ذمیوں کے دل سخت کردے گا اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوگا اس سے مسلمانوں کو باز رکھے گا (بخاری)

آج کل ملک میں قتل وغارت گری کا جو بازار گرم ہے، اور مسلمانوں پر غیر مسلموں کا غلبہ اور معاشی بدحالی کا سامنا ہے، اس کی وجہ اس طرح اہلِ ذمہ اور غیر مسلموں سے کئے گئے معاہدات کی پاسداری نہ کرنا بھی ہے۔

غرضیکہ بے شمار احادیث میں اہلِ ذمہ اور غیر مسلموں کے حقوق اور ان کے ساتھ خوش اخلاقی کی تاکید کی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر غیر مسلموں کی عیادت بھی فرمائی ہے۔[1]

اب اسلام کی ان تعلیمات کی روشنی میں تمام مسلمانوں کو نیک نیتی واعتدال پسندی کے ساتھ اپنے اعمال اور حرکات وسکنات کا جائزہ لینا چاہئے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین۔

---

[1] عن أنس، قال: عـاد الـنبـی صـلـی الله عليه وسلم يهوديا (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٤٨٨٣)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح علی شرط البخاری (حاشية ابنِ حبان)

اہم اعلان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی میں حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب جمعہ کا خطاب 12 بجے دن شروع فرماتے ہیں، اور نمازِ جمعہ کا قیام پونے ایک بجے (12:45) ہوتا ہے اور نمازِ جمعہ کے بعد عوام کے لئے شرعی مسائل کے سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

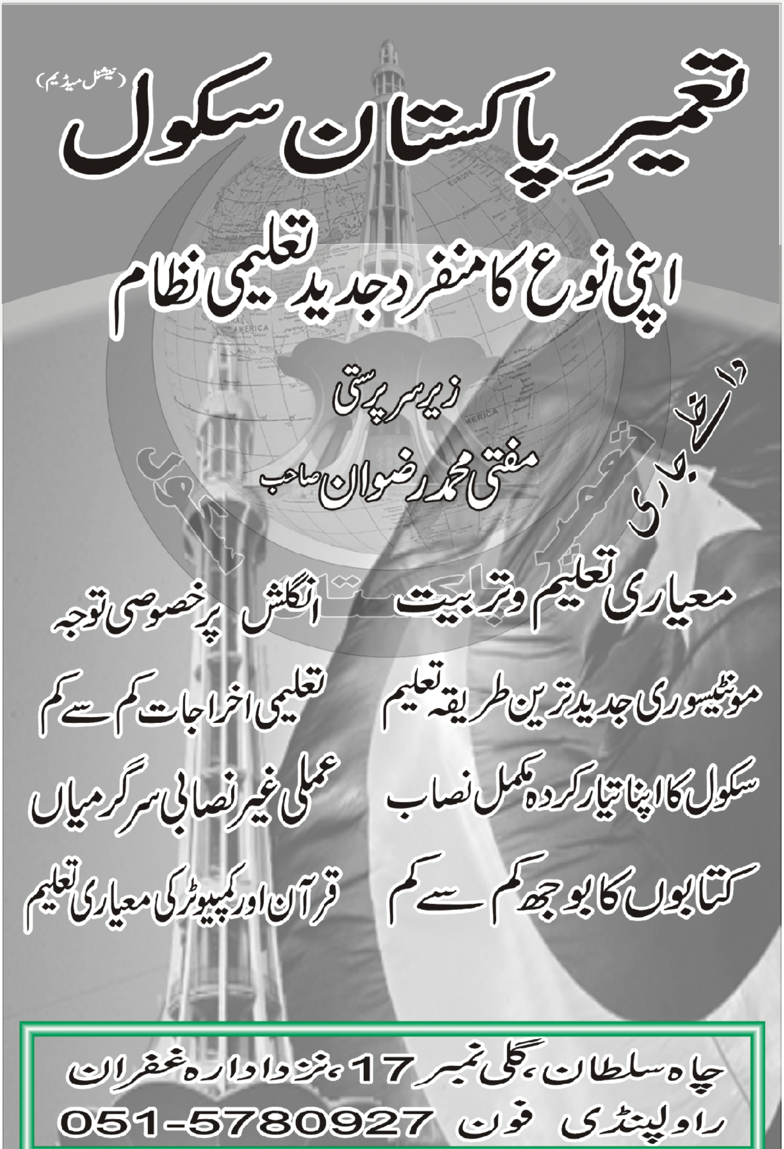
(نیشنل میڈیم)
تعمیرِ پاکستان سکول
اپنی نوع کا منفرد جدید تعلیمی نظام
زیرِ سرپرستی
مفتی محمد رضوان صاحب
معیاری تعلیم و تربیت
انگلش پر خصوصی توجہ
مونٹیسوری جدید ترین طریقہ تعلیم
تعلیمی اخراجات کم سے کم
سکول کا اپنا تیار کردہ مکمل نصاب
عملی غیر نصابی سرگرمیاں
کتابوں کا بوجھ کم سے کم
قرآن اور کمپیوٹر کی معیاری تعلیم
چاہ سلطان، گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران
راولپنڈی فون 051-5780927

(سورہ بقرہ قسط۱۲۶، آیت ۲۰۷ تا ۲۱۰) مفتی محمد رضوان

اپنی جان، اللہ کو بیچنا اور اسلام میں پورا داخل ہونا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ . يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ . فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ . هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّا أَنْ يَّأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِىَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُوْرُ (سورة البقرة، رقم الآيات ۲۰۷ الى ۲۱۰)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں، جو بیچ دیتے ہیں، اپنی جان کو حاصل کرنے کے لئے اللہ کی رضا کو، اور اللہ بہت مہربان ہے، بندوں کے ساتھ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے! داخل ہو جاؤ تم اسلام میں پورے کے پورے، اور نہ اتباع کرو تم شیطان کے قدموں کی، بے شک وہ تمہارا دشمن ہے، واضح۔ پھر اگر پھسل گئے تم بعد اس کے کہ آ گئیں تمہارے پاس واضح نشانیاں تو جان لو کہ بے شک اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ کیا انتظار کر رہے ہیں یہ لوگ، اس بات کا کہ آئے ان کے پاس اللہ، سائے میں بادلوں کے، اور فرشتے بھی آئیں، اور پورا ہو جائے کام، اور اللہ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں تمام کام (سورہ بقرہ)

تفسیر و تشریح

اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند بری خصلتوں کا ذکر فرمایا تھا، اور مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک عالیشان خصلت اختیار کرنے والوں کی تعریف فرمائی، اور اس کے بعد اسلام میں پوری طرح داخل ہونے کا حکم فرمایا، اور شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے منع فرمایا، اور اللہ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرنے کے نتیجے میں اپنے عذاب سے ڈرایا ہے۔

اپنی جان کو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے بیچنا

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ“

ترجمہ: اورلوگوں میں سے وہ بھی ہیں، جو بیچ دیتے ہیں، اپنی جان کو حاصل کرنے کے لئے اللہ کی رضا کو، اور اللہ بہت مہربان ہے، بندوں کے ساتھ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے بندوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جو اپنی جان کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بیچ دیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے ہیں، جن پر اللہ کی خصوصی مہربانی نازل ہوتی ہے۔

سورہ توبہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خریدنے کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ(سورة التوبة، رقم الآية ۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے خرید لیا ہے مومنوں سے ان کی جانوں کو، اور ان کے مالوں کو، اس کے بدلہ میں کہ ان کے لئے جنت ہے (سورہ توبہ)

مطلب یہ ہے کہ مومنوں کی جان اور مال کے بدلہ میں اللہ نے جنت کا سودا کرلیا ہے، لہٰذا مومن کی جان اور اس کا مال جنت کو حاصل کرنے کے کاموں میں خرچ ہونا چاہئے۔

اور احادیث میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا(سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۵۱۷)[1]

ترجمہ: تمام لوگ صبح کو نکلتے ہیں، پھر اپنی جان کو بیچتے ہیں، تو کوئی اُسے آزاد کرالیتا ہے، اور کوئی اُسے ہلاک کردیتا ہے (ترمذی)

اس طرح کا مضمون اور سندوں سے بھی مروی ہے۔[2]

---

[1] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

[2] جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، الصَّلَاةُ قُرْبَانٌ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ. يَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص روزانہ اپنی اغراض کو حاصل کرنے کی کوشش کے لئے نکلتا ہے، تو ان میں سے کوئی تو اپنی جان، اپنے رب کو راضی کرنے والے کاموں میں خرچ کر کے اپنے آپ کو رب کے ہاتھوں بیچ دیتا ہے، اور اس طرح اپنے آپ کو عذاب سے آزاد کرالیتا ہے، اور کوئی اپنی جان، شیطان کو راضی کرنے والے کاموں میں خرچ کر کے اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھوں بیچ دیتا ہے، اور اس طرح اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا کر ہلاک کرالیتا ہے۔ [1]

اسلام میں پورا داخل ہونا اور شیطان کے نقشِ قدم سے بچنا

مذکورہ آیات میں سے دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ إِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ .

فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تْکُمُ الْبَیِّنَاتُ فَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ . ھَلْ یَنْظُرُوْنَ إِلَّا أَنْ یَّأْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِکَۃُ وَقُضِیَ الْأَمْرُ وَإِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْأُمُوْرُ .

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! داخل ہو جاؤ، تم اسلام میں پورے کے پورے، اور نہ اتباع کرو تم شیطان کے قدموں کی، بے شک وہ تمہارا دشمن ہے، واضح۔ پھر اگر پھسل گئے تم بعد اس کے کہ آ گئیں تمہارے پاس واضح نشانیاں تو جان لو کہ بے شک اللہ زبردست ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ، النَّاسُ غَادِیَانِ، فَبَائِعٌ نَفْسَہُ فَمُوبِقٌ رَقَبَتَہُ، وَمُبْتَاعٌ نَفْسَہُ فَمُعْتِقٌ رَقَبَتَہُ (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۱۹۹۹)

قال حسین سلیم أسد: إسنادہ قوی.

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ " :النَّاسُ غَادِیَانِ :بَایِعٌ نَفْسَہُ فَمُوبِقُھَا، وَمُفَادِیھَا فَمُعْتِقُھَا (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۸۹۱۱، الزھد لأبی داود السجستانی، رقم الحدیث ۱۵۳)

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی، وإسنادہ جید (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۷۳۸)

[1] (کل الناس یغدو) أی کل منھم یبکر ساعیا فی تحصیل أغراضہ (فبائع نفسہ) من ربھا ببذلھا فیما یرضاہ (فمعتقھا) من ألیم العذاب (ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ) (أو) بائع نفسہ من الشیطان بذلھا فیما یؤذیھا فھو (موبقھا) أی مھلکھا بسبب ما أوقعھا فیہ من استحقاق العذاب وکشف الحجاب والإبعاد عن حضرات رب الأرباب والفاء فی فبائع نفسہ تفصیلیۃ وفی فمعتقھا سببۃ (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۶۲۶)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حکمت والا ہے۔کیاانتظار کررہے ہیں یہ لوگ،اس بات کا کہ آئے ان کے پاس اللہ،سائے میں بادلوں کے،اور فرشتے بھی آئیں،اور پورا ہوجائے کام،اور اللہ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں تمام کام(سورہ بقرہ)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اسلام میں پوری طرح سے داخل ہونے کا حکم فرمایا ہے،اور شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے منع فرمایا ہے،اوراس کے بعداس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ شیطان تمہارا واضح دشمن ہے،لہٰذا تمہیں شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے بچنا چاہئے۔

’’خطوات‘‘ خطوۃ کی جمع ہے،اور خطوۃ دراصل دونوں قدموں کے درمیان کے فاصلہ کو کہا جاتا ہے،اور ’’خطوات الشیطان‘‘ سے مراد شیطان کے نقشِ قدم پر چلنا اوراس کی پیروی کرنا ہے۔

پھراس کے بعداللہ تعالیٰ نے جوفرمایا،اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرتم اسلام میں پوری طرح داخل ہونے سے پھسل گئے، حالانکہ تمہارے پاس اسلام کے حق ہونے کی واضح نشانیاں بھی آ چکی تھیں،تو تمہیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ اللہ زبردست قوت والا ہے،جس کو تمہیں عذاب دینے سے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی،لیکن وہ حکیم ہے،لہٰذا اس کا جلد یا بدیر عذاب دینا بھی حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔

اور جولوگ اس کے باوجود بھی اسلام میں پوری طرح داخل نہیں ہوتے،اور شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے بازنہیں آتے،تو کیا انہیں اس بات کا انتظار ہے کہ اللہ کی طرف سے بادلوں کے سایہ میں فرشتے اللہ کا عذاب لے کرنازل ہوں،اوران کو ہلاک کر کے ان کا قصہ تمام کردیا جائے،اورحقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی کی طرف تمام کاموں کالوٹنا ہے،جس میں انسان کالوٹنا بھی داخل ہے۔ [1]

اسلام میں پوری طرح داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے تمام احکامات اورسب شعبوں پرعمل کیا جائے،کیونکہ اسلام کے بہت سارے احکامات اورشعبےاور حصے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] (یأیہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم) بفتح السین وکسرہا الإسلام (کافۃ) حال من السلم أی فی جمیع شرائعہ (ولا تتبعوا خطوات) طرق (الشیطان) أی تزیینہ بالتفریق (إنہ لکم عدو مبین) بین العداوۃ.

(فإن زللتم) ملتم عن الدخول فی جمیعہ (من بعد ما جاء تکم البینات) الحجج الظاہرۃ علی أنہ حق (فاعلموا أن اللہ عزیز) لا یعجزہ شیء عن انتقامہ منکم (حکیم) فی صنعہ.

(ہل) ما (ینظرون) ینتظر التارکون الدخول فیہ (إلا أن یأتیہم اللہ) أی أمرہ کقولہ أو یأتی أمر ربک أی عذابہ (فی ظلل) جمع ظلۃ (من الغمام) السحاب (والملائکۃ وقضی الأمر) تم أمر ہلاکہم (وإلی اللہ ترجع الأمور) بالبناء للمفعول والفاعل فی الآخرۃ فیجازی کلا بعملہ(تفسیر الجلالین،سورۃ البقرۃ)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً، أَفْضَلُهَا لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ، وَأَوْضَعُهَـا إِمَـاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَـاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ(سنن النسائی، رقم الحديث ۵۰۰۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے ستر سے زیادہ شعبے ہیں، جن میں افضل شعبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' ہے، اور ان میں ادنیٰ شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کر دینا ہے، اور حیاء ایمان کا اہم شعبہ ہے (نسائی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ:اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا، أَفْضَلُهَا لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ، وَأَدْنَـاهَـا إِمَـاطَةُ الْعَـظْـمِ عَنِ الطَّرِيْقِ،وَالْحَيَـاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ(مسند احمد، رقم الحديث ۹۳۶۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے ستر سے زیادہ دروازے ہیں، جن میں افضل دروازہ ''لا الٰہ الا اللہ'' ہے، اور ان میں ادنیٰ دروازہ راستہ سے ہڈی (یا کوئی تکلیف دہ چیز) کا دور کر دینا ہے، اور حیاء ایمان کا اہم شعبہ ہے (مسند احمد)

اور شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرنا اور اس کے مقابلہ میں شیطان کو خوش کرنے والے کاموں کو اختیار کرنا۔

شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں یہ مضمون گزر چکا ہے کہ:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ .إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآيات ۱۶۸، ۱۶۹)

ترجمہ: اے لوگو! کھاؤ تم زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ، اور نہ اتباع کرو تم شیطان کے قدموں کی، بے شک وہ تمہارا دشمن ہے واضح، بس وہ حکم دیتا ہے تم کو برائی اور بے حیائی کا، اور یہ بھی کہ کہو تم اللہ پر وہ بات جو تم نہیں جانتے (سورہ بقرہ)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

اورسورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِيْنٌ (سورة الأنعام، رقم الآية ۱۴۲)

ترجمہ: کھاؤتم اس میں سے جورزق دیاتم کواللہ نے،اورنہ اتباع کروتم شیطان کے قدموں کی ،بے شک وہ تمہارادشمن ہے،واضح (سورہ انعام)

اورسورہ نورمیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (سورة النور، رقم الآية ۲۱)

ترجمہ:اے وہ لوگوجوایمان لائے!نہ اتباع کروتم شیطان کے قدموں کی،اورجواتباع کرتاہےشیطان کےقدموں کی،توبےشک وہ(شیطان)توحکم دیتاہے،بےحیائی کااوربری چیزوں کا(سورہ نور)

شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے میں یہ بھی داخل ہے کہ جس چیز کواللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے،اسے حرام سمجھ لینا۔

چنانچہ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، بِضَرْعٍ، فَقَالَ لِلْقَوْمِ :اُدْنُوا فَأَخَذُوا يَطْعَمُوْنَهُ، وَكَانَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فِيْ نَاحِيَةٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ :اُدْنُ .فَقَالَ :إِنِّيْ لَا أُرِيدُهُ .فَقَالَ: لِمَ؟ قَالَ :لِأَنِّيْ حَرَّمْتُ الضَّرْعَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ :هٰذَا مِنْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ :يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ، وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ اُدْنُ فَكُلْ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ، فَإِنَّ هٰذَا مِنْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۳۲۲۳) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھن کا گوشت لایا گیا،تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ قریب ہوجاؤ،تو لوگ نے وہ گوشت لے کراس کو کھانا شروع کردیا،مگر لوگوں میں سے ایک شخص الگ بیٹھا رہا(اور وہ کھانے کے قریب نہیں آیا) تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ قریب آؤ،اس نے کہا کہ میں یہ نہیں کھاؤں گا،حضرت

[1] قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ .
وقال الذهبي في التلخيص:على شرط البخاري ومسلم.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبداللہ نے سوال کیا کہ کیوں؟ تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے اوپر تھن کے گوشت کو حرام کیا ہوا ہے، تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ یہ شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے میں داخل ہے، پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

"یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ، وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ"

"اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ وہ پاکیزہ چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دیں اور حد سے نہ بڑھو، بے شک اللہ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو"

اور اس سے کہا کہ قریب ہو جاؤ اور اس کو کھاؤ، اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو، کیونکہ یہ شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے میں داخل ہے (حاکم)

اور اسلام میں پوری طرح داخل ہونے اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلنے کا طریقہ یہ ہے کہ صراطِ مستقیم پر چلے، اور دائیں بائیں شیطان کے راستوں پر نہ چلے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا ھٰکَذَا أَمَامَہُ، فَقَالَ: ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ، وَخَطَّیْنِ عَنْ یَّمِیْنِہٖ، وَخَطَّیْنِ عَنْ شِمَالِہٖ قَالَ: ھٰذِہٖ سَبِیْلُ الشَّیْطَانِ، ثُمَّ وَضَعَ یَدَہُ فِی الْخَطِّ الْأَوْسَطِ، ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْآیَۃَ: وَأَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ، وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ، فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ذٰلِکُمْ، وَصَّاکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۲۷۷) [۱]

ترجمہ: ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکیر اس طرح (سیدھی) کھینچی، اور پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر دو لکیریں اس کے دائیں بائیں کھینچ کر فرمایا کہ یہ شیطان کا راستہ ہے، پھر درمیان والی (سیدھی) لکیر پر ہاتھ رکھ کر (سورہ انعام کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ یہ میرا صراطِ مستقیم (یعنی سیدھا راستہ) ہے، تم اسی کی اتباع کرو، اور تم دوسرے راستوں کی اتباع مت کرو، ورنہ تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے، یہی اللہ کی تمہیں وصیت ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ (ابوداؤد)

---

[۱] قال شعیب الارنؤوط: حسن لغیرہ (حاشیۃ مسند احمد)

Idara Ghufran

مطبوعاتِ ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: ارکانِ اسلام — اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ کے فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اور سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان
ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولیُ اللّٰہی ومولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آرا وتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان
ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے "محرم الحرام" کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل ومثبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف
مفتی محمد رضوان
مدیہ
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضوء، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنف
مفتی محمد رضوان
ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط۷)

نظر لگنے پر اعضاء دھوئے ہوئے پانی سے علاجِ نبوی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِغْتَسَلَ أَبِیْ سَھْلُ بْنُ حُنَیْفٍ بِالْخَرَّارِ، فَنَزَعَ جُبَّةً کَانَتْ عَلَیْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ یَنْظُرُ، قَالَ: وَکَانَ سَھْلٌ رَجُلًا أَبْیَضَ، حَسَنَ الْجِلْدِ، قَالَ: فَقَالَ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ: مَا رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ، فَوُعِکَ سَھْلٌ مَکَانَهٗ، فَاشْتَدَّ وَعْکُهٗ، فَأَتٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهٗ أَنَّ سَھْلًا وُعِکَ وَأَنَّهٗ غَیْرُ رَائِحٍ مَعَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: فَأَخْبَرَهٗ سَھْلٌ الَّذِیْ کَانَ مِنْ شَأْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ یَقْتُلُ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ، أَلَا بَرَّکْتَ، إِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ، تَوَضَّأْ لَهٗ، فَتَوَضَّأَ لَهٗ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ، فَرَاحَ سَھْلٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِهٖ بَأْسٌ (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: میرے والد حضرت سہل بن حنیف نے خرار مقام میں غسل کیا، آپ نے اپنا پہنا ہوا جبہ اتارا، اور عامر بن ربیعہ ان کو دیکھ رہے تھے، اور حضرت سہل گورے اور خوبصورت بدن کے آدمی تھے، تو عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے آج کی طرح خوبصورت جلد کسی کی نہیں دیکھی، تو حضرت سہل کو اسی وقت بخار چڑھ گیا، اور آپ کا بخار شدت اختیار کر گیا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور حضرت امامہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ

[1] رقم الحدیث ۶۱۰۵، کتاب الرقیٰ والتمائم.

قال شعیب الارنؤوط: رجاله ثقات رجال الشیخین غیر محمد بن أبی أمامة، فقد روی له أصحاب السنن غیر الترمذی (حاشیة ابنِ حبان)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت سہل کو بخار ہوگیا ہے، اور اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی معیت میں حاضری کے قابل نہیں ہیں، تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت سہل نے آپ کو عامر بن ربیعہ کی بات بتلائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرنا چاہتا ہے (اور عامر بن ربیعہ کو فرمایا کہ) تم نے (ان کے خوبصورت بدن کو دیکھ کر) برکت کی دعاء کیوں نہ کی (مثلاً بارک اللہ کے الفاظ کیوں نہ کہے، تاکہ وہ نظر لگنے سے محفوظ رہتے) بے شک نظر لگنا حق ہے، تو آپ ان کے لئے وضو کیجئے (یعنی وضو کر کے اپنا وضو کا استعمال شدہ پانی ان کو دیجئے) تو عامر بن ربیعہ نے حضرت سہل کے لئے وضو کیا (جس کو حضرت سہل کے جسم پر بہایا گیا) تو فوراً ہی حضرت سہل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحت یاب ہو کر چل پڑے، اور آپ کو کوئی تکلیف نہ رہی (ابن حبان)

حضرت سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ، وَسَارُوْا مَعَهُ نَحْوَ مَكَّةَ، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِشِعْبِ الْخَزَّارِ مِنَ الْجُحْفَةِ، اِغْتَسَلَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَكَانَ رَجُلًا أَبْيَضَ، حَسَنَ الْجِسْمِ، وَالْجِلْدِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ أَخُوْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهُوَ يَغْتَسِلُ، فَقَالَ :مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ فَلُبِطَ بِسَهْلٍ، فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيْلَ لَهُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلْ لَكَ فِيْ سَهْلٍ ؟ وَاللّٰهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، وَمَا يُفِيْقُ، قَالَ:هَلْ تَتَّهِمُوْنَ فِيْهِ مِنْ أَحَدٍ ؟قَالُوْا:نَظَرَ إِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ:عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ ؟ هَلَّا إِذَا رَأَيْتَ مَا يُعْجِبُكَ بَرَّكْتَ ؟ثُمَّ قَالَ لَهُ:اِغْتَسِلْ لَهُ،فَغَسَلَ وَجْهَهُ، وَيَدَيْهِ، وَمِرْفَقَيْهِ ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ، وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِيْ قَدَحٍ، ثُمَّ صُبَّ ذٰلِكَ الْمَاءُ عَلَيْهِ، يَصُبُّهُ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِهِ، وَظَهْرِهِ مِنْ خَلْفِهِ، يُكْفِئُ الْقَدَحَ وَرَاءَهُ، فَفَعَلَ بِهٖ ذٰلِكَ، فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۹۸۰) [1]

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ جب مقامِ جُحفہ کی وادی حزار میں پہنچے، تو سہل بن حنیف نے غسل کیا، اور وہ گورے رنگ کے اور خوبصورت جسم اور خوبصورت چمڑی والے آدمی تھے، تو ان کی طرف بنوعدی بن کعب کے شخص عامر بن ربیعہ نے دیکھا، جب کہ وہ غسل کررہے تھے، اور یہ کہا کہ میں نے آج تک ایسی خوبصورت چمڑی والا نہیں دیکھا، پس یہ کہتے ہی حضرت سہل گر پڑے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! سہل کا کچھ کیجیے، اللہ کی قسم وہ تو نہ اپنا سر اٹھاتے ہیں، اور نہ ہی ہوش میں آتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کسی پر اس کے متعلق اندیشہ رکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ انہیں عامر بن ربیعہ نے دیکھا تھا (اور یہ کہا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو بلا کر ان پر غصہ کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے؟ جب آپ نے وہ چیز دیکھی، جو آپ کو پسند آئی، تو آپ نے برکت کی دعاء کیوں نہیں کی؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے لئے اپنے اعضاء کو دھوؤ، تو انہوں نے اپنے چہرہ کو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو، اور اپنی کہنیوں کو، اور اپنے گھٹنوں کو اور اپنے پیروں کے کناروں کو اور اپنے ناف کے نیچے والے حصہ کو ایک برتن میں دھویا، پھر وہ پانی سہل بن حنیف کے اوپر ڈالا گیا، ایک آدمی ان کے سر پر، اور ان کے پیچھے سے کمر پر پانی ڈالتا تھا، برتن کو ان کے پیچھے الٹا دیا گیا، اس عمل کے فوراً بعد ہی حضرت سہل لوگوں کے ساتھ اٹھ کر چل پڑے، ان کو کوئی بھی تکلیف نہ رہی (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ، فَيَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِينُ (سنن أبی داود)[1]

ترجمہ: جس کی نظر لگ جاتی، اس کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ وضو کرے، پھر اس کے پانی سے وہ غسل کرے، جس کو نظر لگ گئی ہے (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نظر لگنے کے بعد اعضائے مغسولہ کے پانی سے نظر

---

[1] رقم الحديث ٣٨٨٠، كتاب الطب، باب ما جاء في العين
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابی داؤد)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لگ جانے والے کوغسل کرانے کا رواج تھا، مگر آج کل لوگوں کو اس عمل کا علم تک بھی نہیں، اور اگر کسی کو معلوم ہوجائے، تو وہ اس عمل کو حیرت وتعجب کی نظر سے دیکھے گا، یہ سب کچھ مسنون اعمال سے دوری ولاعلمی کا نتیجہ ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے، اور اگر کوئی چیز تقدیر پر آگے بڑھ جاتی، تو وہ نظر لگنا ہوتی، اور جب تم سے (تمہاری نظر لگ جانے کے بعد علاج کے لئے) اعضا کو دھوکر پانی طلب کیا جائے، تو تم اعضا دھوکر پانی دے دیا کرو (مسلم)

جب کسی شخص کی دوسرے کو نظر لگ جائے، اور جس کی نظر لگی ہے، اس کا علم ہو کہ وہ کون ہے، تو اس نظر کے علاج کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس شخص کے اعضائے وضو کو دھوکر اس کا پانی نظر لگنے والے کے جسم پر ڈالا جاتا ہے، تو جب اس علاج کے لئے نظر لگانے والے شخص سے اپنے اعضائے مخصوصہ کو دھوکر اس کا پانی طلب کیا جائے، تو اسے اس سے انکار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ پانی دے دینا چاہئے۔ [2]

اس طرح کی احادیث کی روشنی میں بعض محدثین نے فرمایا کہ جب اس شخص سے اعضاء دھوکر پانی طلب کیا جائے، جس کی نظر لگی ہے، تو اس پر اپنے اعضاء دھوکر پانی دینا واجب ہوجاتا ہے، اور اس کو اس سے منع کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اس لئے اسے برا منانے کا بھی حق نہیں، اور اس میں نظر لگانے والے کی اصلاح کا سامان بھی ہے کہ آئندہ

---

[1] رقم الحديث ۲۱۸۸ "۴۲" كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقى.

[2] (لو كان شيء سابق القدر) بالمعنى المار (لسبقته العين وإذا استغسلتم فاغسلوا) أى إذا سئلتم فأجيبوا إليه بأن يغسل العائن وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فى قدح ثم يصبه على المصاب ذكره الإمام مالك ومن قال لا يجعل الإناء فى الأرض فهو زيادة تحكم فإن قيل :فأى فائدة وأى مناسبة فى ذلك لبرء المعيون قلنا :إن قال هذا متشرع قلنا الله ورسوله أعلم أو متفلسف قلنا له انكص القهقرى أليس عندكم أن الأدوية قد تفعل بقواها وطباعها وقد تفعل بمعنى لا يعقل فى الطبيعة ولا الصناعة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۷۵۷)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس کی نظر دوسروں کو لگنے کے امکانات کم ہوں گے۔ ۱؎

اور اعضاء دھوکر پانی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے چہرہ کو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اور اپنی کہنیوں کو اور اپنے گھٹنوں کو اور ٹخنوں سے نیچے نیچے تک اپنے دونوں پاؤں کو اور اپنے ناف کے نیچے والے حصہ کو کسی برتن میں دھوئے، اور یہ پانی اس کے جسم پر ڈالا جائے، جس کو نظر لگ گئی ہے۔ ۲؎

گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ بد کے اثر کو توڑنے کی یہ ایک انتہائی سادہ و یکسین تجویز فرمائی ہے، جس

۱؎ ج -الاستشفاء من إصابة العين:

صرح العلماء بوجوب الاغتسال للاستشفاء من إصابة العين، فيؤمر العائن بالاغتسال، ويجبر إن أبى، لما روى عن عائشة رضى الله عنها قالت :كان يؤمر العائن فيتوضأ، ثم يغتسل منه المعين. والأمر حقيقة للوجوب، ولا ينبغى لأحد أن يمنع أخاه مما ينتقع به، ولا يضره هو، ولا سيما إذا كان هو الجانى عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۳۱،۳۲ ، مادة "تعويذ")

ب -الغسل:

يجب على العائن إذا دعاه المعين للاغتسال أن يغتسل لما روى ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :العين حق، ولو كان شىء سابق القدر لسبقته العين، وإذا استغسلتم فاغسلوا .

قال الذهبى :قوله صلى الله عليه وسلم :استغسلتم أى إذا طلب منكم من أصبتموه بالعين أن تغسلوا له فأجيبوه وهو أن يغسل العائن وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فى قدح ثم يصب على المعين ويكفأ القدح وراء ه على ظهر الأرض وقيل :يغسله بذلک حين يصبه عليه فيبرأ بإذن الله تعالى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۱ص ۱۲۱ ، مادة "عين")

۲؎ ويؤمر العائن بالاغتسال ويجبر إن أبى، لأن الأمر حقيقة للوجوب ولا ينبغى لأحد أن يمنع أخاه ما ينتفع به أخوه ولا يضره هو لاسيما إذا كان سببه، وهو الجانى عليه.

والاغتسال هو أن يغسل وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فى قدح ثم صب عليه، ويروى :ويديه إلى المرفقين والركبتين.

وقال أبو عمر :وأحسن شىء فى تفسير الاغتسال ما وصفه الزهرى راوى الحديث الذى عند مسلم :يؤتى بقدح من ماء ثم يصب بيده اليسرى على كفه اليمنى، ثم بكفه اليمنى على كفه اليسرى ثم يدخل يده اليسرى فيصب بها على مرفق يده اليمنى ثم بيده اليمنى على مرفق يده اليسرى، ثم يغسل قدمه اليمنى ثم يدخل اليمنى فيغسل قدمه اليسرى، ثم يدخل يده اليمنى فيغسل الركبتين، ثم يأخذ داخلة إزاره فيصب على رأسه صبة واحدة ولا يضع القدم حتى يفرغ، وأن يصب من خلفه صبة واحدة يجرى على جسده، ولا يوضع القدح فى الأرض، ويغسل أطرافه وركبتيه وداخلة إزاره فى القدح .قال النووى :ولا يوضع القدح فى الأرض ولا يغسل ما بين المرفقين والكفين.

واختلفوا فى داخلة إزاره، فقيل :هو الطرف المتدلى الذى يلى حقوه الأيمن، وقيل :داخلة الإزار هى المئزر، والمراد بداخلته ما يلى الجسد منه، وقيل :المراد موضعه من الجسد، وقيل :مذاكره، وقيل :المراد وركه إذ هو معقد الإزار (عمدة القارى، ج۲۱، ص۲۶۶ و ۲۶۷، باب العين حق)

Idara Ghufran

میں نہ کوئی خرچ ہے اور نہ دشواری۔

رہا یہ کہ ان مخصوص اعضاء کو دھونے کا ہی کیوں حکم دیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ان مخصوص اعضاء کے دُھلے ہوئے پانی سے ہی نظر کے اثرات کا ازالہ ممکن تھا، جس کی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی، اور ویسے بھی انسان کے اطراف اور کنارے اور نقل و حرکت کرنے والے اہم اعضاء چہرہ، ہاتھ، پاؤں اور شرمگاہ ہی ہیں، اور ان کے اثرات دوسرے اعضاء کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

---

[1] وأما الزيادة الثانية، وهي أمر العائن بالاغتسال، عند طلب المعيون منه ذلك، ففيها إشارة إلى أن الاغتسال لذلك، كَانَ معلوما بينهم، فأمرهم أن لا يمتنعوا منه، إذا أريد منهم، وأدنى ما فِي ذلك رفع الوهم الحاصل فِي ذلك، وظاهر الأمر الوجوب .وحكى المازرى فيه خلافا، وصحح الوجوب، وَقَالَ :متى خشي الهلاك، وكان اغتسال العائن مما جرت العادة بالشفاء به، فإنه يتعين، وَقَدْ تقرر أنه يجبر عَلَى بذل الطعام للمضطر، وهذا أولى .ولم يبين فِي حديث ابن عبّاس صفة الاغتسال، وَقَدْ وقعت فِي حديث سهل بن حنيف عند أحمد، والنسائي فِي "الكبرى"، وصححه ابن حبّان، منْ طريق الزهريّ، عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف، أن أباه حدثه أن النبيّ -صلى الله عليه وسلم-، خرج وساروا معه نحو ماء ، حَتَّى إذا كانوا بشعب الخرار منْ الجحفة، اغتسل سهل بن حنيف، وكان أبيض حسن الجسم والجلد، فنظر إليه عامر بن ربيعة، فَقَالَ :ما رأيت كاليوم، ولا جلد مخبأة، فلُبط -أى صرع وزنا ومعنى -سهل، فأُتي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فَقَالَ" :هل تتهمون به منْ أحد؟ "قالوا :عامر بن ربيعة، فدعا عامرا، فتغيظ عليه، فَقَالَ" :علام يقتل أحدكم أُخاه، هلا إذا رأيت ما يعجبك، بَرّكت؟ "ثم قَالَ" :اغتسل له، فغسل وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فِي قدح، ثم يَصُبُّ ذلك الماء عليه رجل منْ خلفه عَلَى رأسه وظهره، ثم يكفأ القدح، ففعل به ذلك، فراح سهل مع النَّاس ليس به بأس "، لفظ أحمد منْ رواية أبي أويس، عن الزهريّ، ولفظ النسائيّ، منْ رواية ابن أبي ذئب، عن الزهريّ بهذا السند" :أنه يصب صبةً عَلَى وجهه بيده اليمنى، وكذلك سائر أعضائه صبة صبة فِي القدح "، وَقَالَ فِي آخر " :ثم يكفأ القدح وراءه عَلَى الأرض ."ووقع فِي رواية ابن ماجه منْ طريق ابن عيينة، عن الزهريّ، عن أبي أمامة :أن عامر بن ربيعة مر بسهل بن حنيف، وهو يغتسل ...فذكر الْحَدِيث، وفيه" :فليدع بالبركة "، ثم دعا بماء فأمر عامرا أن يتوضأ، فيغسل وجهه ويديه إلى المرفقين، وركبتيه وداخلة إزاره، وأمره أن يصب عليه، قَالَ سفيان :قَالَ معمر، عن الزهريّ :وأمر أن يكفأ الإناء منْ خلفه.قَالَ المازرى :المراد بداخلة الإزار الطرف المتدلي، الذى يلي حِقْوَهُ الأيمن، قَالَ: فظن بعضهم أنه كناية عن الفرج .انتهى.

وزاد عياض :أن المراد ما يلي جسده منْ الإزار، وقيل :أراد موضع الإزار منْ الجسد .وقيل :أراد وركه؛ لأنه معقد الإزار، والحديث فِي "الموطإ"، وفيه :عن مالك، حدثني محمد بن أبي أمامة بن سهل، أنه سمع أباه، يقول :اغتسل سهل ...فذكر نحوه، وفيه :فنزع جبة كانت عليه، وعامر بن ربيعة ينظر، فَقَالَ :ما رأيت كاليوم ولا جلد عذراء ، فوُعِك سهل مكانه، واشتد وعكة، وفيه " :ألا بَرّكت، إن العين حق، توضأ له"، فتوضأ له عامر، فراح سهل ليس به بأس.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آج کل بعض ناواقف لوگوں خاص کر عورتوں میں نظر لگنے سے حفاظت کے لئے مختلف غیر شرعی ٹونے ٹوٹکے رائج ہیں، ان چیزوں کی مسنون اعمال کے مقابلہ میں اہمیت نہیں، لہٰذا ان پر اعتماد کرنے کے بجائے مسنون طریقوں سے علاج معالجہ کرنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(تنبيهات):(الأول) :اقتصر النوویّ فِی "الأذكار "عَلَى قوله :الاستغسال أن يقال للعائن :اغسل داخلة إزارک مما يلى الجلد، فإذا فعل صبه عَلَى المنظور إليه، وهذا يوهم الاقتصار عَلَى ذلک، وهو عجيب، ولاسيما وَقَدْ نقل فِی "شرح مسلم "كلام عياض بطوله.

(الثانی) :قَالَ المازری :هَذَا المعنى مما لا يمكن تعليله، ومعرفة وجهه منْ جهة العقل، فلا يردّ؛ لكونه لا يعقل معناه .وَقَالَ ابن العربی :إن توقف فيه متشرع، قلنا له :قل :الله ورسوله أعلم، وَقَدْ عضدته التجربة، وصدقته المعاينة، أو متفلسف، فالرد عليه أظهر؛ لأن عنده أن الأدوية تفعل بقواها، وَقَدْ تفعل بمعنى لا يدرک، ويسمون ما هَذَا سبيله الخواص .وَقَالَ ابن القيم :هذه الكيفية لا ينتفع بها منْ أنكرها، ولا منْ سَخِر منها، ولا منْ شک فيها، أو فعلها مجربا غير معتقد، وإذا كَانَ فِی الطبيعة خواص، لا يعرف الأطباء عللها، بل هی عندهم خارجة عن القياس، وإنما تفعل بالخاصية، فما الذی تنكر جهلتهم منْ الخواص الشرعية، هَذَا مع أن فِی المعالجة بالاغتسال مناسبة، لا تأباها العقول الصحيحة، فهذا ترياق سم الحية، يؤخذ منْ لحمها، وهذا علاج النفس الغضبية، توضع اليد عَلَى بدن الغضبان، فيسكن، فكأن أثر تلک العين كشعلة نار، وقعت عَلَى جسد، ففی الاغتسال إطفاء لتلک الشعلة، ثم لما كانت هذه الكيفية الخبيثة، تظهر فِی المواضع الرقيقة منْ الجسد؛ لشدة النفوذ فيها؛ ولا شیء أرق منْ المغابن، فكان فِی غسلها إبطال لعملها، ولاسيما أن للأرواح الشيطانية فِی تلک المواضع اختصاصا، وفيه أيضًا وصول أثر الغسل إلى القلب منْ أرق المواضع، وأسرعها نفاذا، فتنطفیء تلک النار التی أثارتها العين بهذا الماء .

(الثالث) :هَذَا الغسل ينفع بعد استحكام النظرة، فأما عند الإصابة، وقبل الاستحكام فقد أرشد الشارع إلى ما يدفعه بقوله فِی قصة سهل بن حنيف المذكورة، كما مضى" :ألا بَرَّكْتَ عليه"، وفی رواية ابن ماجه : "فليدع بالبركة "، ومثله عند ابن السنی منْ حديث عامر بن ربيعة .وأخرج البزار وابن السنی منْ حديث أنس -رضی الله عنه -رفعه" :منْ رأى شيئاً فأعجبه، فَقَالَ :ما شاء الله لا قوة إلا بالله، لم يضره."

وفی الْحَدِيث منْ الفوائد أيضًا :أن العائن إذا عُرِف يُقضَى عليه بالاغتسال، وأن الاغتسال منْ النشرة النافعة، وأن العين تكون مع الإعجاب، ولو بغير حسد، ولو منْ الرجل المحب، ومن الرجل الصالح، وأن الذی يعجبه الشیء ، ينبغی أن يبادر إلى الدعاء للذی يعجبه بالبركة، ويكون ذلک رقية منه، وأن الماء المستعمل طاهر، وفيه جواز الاغتسال بالفضاء ، وأن الإصابة بالعين قد تقتل، وقد اختُلف فِی جريان القصاص بذلک، فَقَالَ القرطبیّ :لو أتلف العائن شيئا ضمنه، ولو قتل فعليه القصاص، أو الدية إذا تكرر ذلک منه، بحيث يصير عادة، وهو فِی ذلک كالساحر عند منْ لا يقتله كفرا .انتهى .ولم يتعرض الشافعيّة للقصاص فِی ذلک، بل منعوه، وقالوا :إنه لا يقتل غالبا، ولا يعد مهلكا .وَقَالَ النوویّ فِی "الروضة :"ولا دية فيه، ولا كفارة؛ لأن الحكم إنما يترتب عَلَى منضبط عام، دون ما يختص ببعض النَّاس، فِی بعض الأحوال، مما لا انضباط له، كيف ولم يقع منه فعل أصلا، وإنما غايته حسد، وتمن لزوال نعمة، وأيضًا فالذی ينشأ عن الإصابة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

جب کسی کو نظر لگ جائے، تو اس پر مسنون دعائیں پڑھ کر دَم بھی کیا جاسکتا ہے، اور جس کی نظر لگ گئی ہو، اگر وہ معلوم ہو اور ممکن ہو، تو اس کے مخصوص اعضاء کو مذکورہ طریقہ پر دھو کر، اس پانی سے جس شخص کو نظر لگ گئی ہو، اسے نہلایا بھی جاسکتا ہے۔ [1]

اور جب کسی شخص کے بارے میں یہ مشہور ہو کہ اس کی کثرت سے دوسروں کو نظر لگتی ہے، تو اس سے حفاظتی نکتۂ نظر سے بچ کر رہنے میں کوئی حرج نہیں، اور ایسے شخص کو اپنے سے دور رکھنے کی بھی اجازت ہے، بلکہ ایسے شخص کے بارے میں اسلامی قانون میں حکومت کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اس کو لوگوں کے ساتھ میل جول اور گھلنے ملنے سے منع کیا جائے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بالعين حصول مكروه لذلل الشخص، ولا يتعين ذلك المكروه فِي زوال الحياة، فقد يحصل له مكروه بغير ذلك مِنْ أثر العين .انتهى.

ولا يعكر عَلَى ذلك إلا الحكم بقتل الساحر، فإنه فِي معناه، والفرق بينهما فيه عسر، ونقل ابن بطال عن بعض أهل العلم، أنه يبغى للإمام منع العائن إذا عُرِفَ بذلك، مِنْ مداخلة النَّاس، وأن يلزم بيته، فإن كادُ فقيرا رزقه ما يقوم به، فإن ضرره أشد مِنْ ضرر الْمَجْذُوم، الذى أمر عمر رضى الله عنه بمنعه مِنْ مخالطة النَّاس، وأشد مِنْ ضرر الثوم الذى منع الشارع آكله مِنْ حضور الجماعة، قَالَ النوويّ :وهذا القول صحيح متعين، لا يعرف عن غيره تصريح بخلافه .انتهى "فتح ۱۱/ ۳۶۱۔ ۳۶۴ "وهو بحث نفيس جدًّا .والله تعالى أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب(شرح سنن النسائى المسمى ذخيرة العقبى فى شرح المجتبى .لمحمد بن على بن آدم بن موسى الاثيوبى الولوى، ج ۴۰ص ۴۶ الیٰ ۴۹، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من عين الجان)

[1] ج -الرقية :الرقى مما يستطب به للإصابة بالعين مشروع لما روى عن عائشة رضى الله عنها قالت : أمرنى النبى صلى الله عليه وسلم أو أمر أن يسترقى من العين وعن أم سلمة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم أنه رأى فى بيتها جارية فى وجهها سفعة فقال :استرقوا لها فإن بها النظرة .

وقال الذهبى :الرقى والتعاوذ إنما تفيد إذا أخذت بقبول وصادفت إجابة وأجلا، فالرقى والتعوذ التجاء إلى الله سبحانه وتعالى ليهب الشفاء كما يعطيه بالدواء.

وقال ابن القيم :إنما يسترقى من العين إذا لم يعرف العائن .أما إذا عرف العائن الذى أصابه بعينه فإنه يؤمر بالاغتسال (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ص ۱۲۲، مادة "عين")

[2] عقوبة العائن:قال المالكية :إذا أتلف العائن شيئا فإنه يضمنه أما إذا قتل بعينه فعليه القصاص أو الدية إذا تكرر منه ذلك بحيث يصير عادة.ونقل ابن حجر عن النووى قوله :لا يقتل العائن ولا دية ولا كفارة عليه لأن الحكم إنما يترتب على الأمر المنضبط العام دون ما يختص ببعض الناس وبعض الأحوال مما لا انضباط له، كيف ولم يقع منه فعل أصلا، وإنما غايته حسد وتمن لزوال النعمة، وأيضا فالذى ينشأ عن الإصابة بالعين حصول مكروه لذلك الشخص ولا يتعين ذلك المكروه فى زوال الحياة، فقد يحصل له مكروه بغير ذلك من أثر العين .والنقول من مختلف المذاهب متضافرة على ما ذكره ابن بطال من كون الإمام يمنع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ جس کو نظر لگ گئی ہو، اس پر جس طرح مسنون دعاؤں کو پڑھ کر دم کرنا جائز ہے، اسی طرح ان دعاؤں کو پانی وغیرہ پر دَم کر کے پلانا بھی جائز ہے۔

اور بعض حضرات نے کسی چیز، مثلاً کاغذ یا برتن پر لکھ کر اُسے پانی سے دھو کر مریض کو پلانے کی بھی اجازت دی ہے۔

لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ مسنون طریقہ پر دَم کرنا اور ممکن ہو تو جس کی نظر لگ گئی ہو، اس کے مخصوص اعضائے مغسولہ کے پانی سے نظر لگنے والے کو نہلانا زیادہ باعثِ برکت عمل ہے، کیونکہ یہ طریقہ معتبر احادیث سے ثابت ہے۔ [1] (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ العائن من مخالطة الناس إذا عرف بذلك ويجبره على لزوم بيته؛ لأن ضرره أشد من ضرر المجذوم وآكل البصل والثوم في منعه من دخول المساجد، وإن افتقر فبيت المال تكفيه الحاجة لما في ذلك من المصلحة وكف الأذى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ ص ۱۲۳، مادة "عين")

د -المعروف بالإصابة بالعين وما عليه:

نقل ابن بطال عن بعض العلماء، أنه ينبغي إذا عرف واحد بالإصابة بالعين أن يجتنب ويحترز منه، وينبغي للإمام منعه من مداخلة الناس، ويلزمه بيته، وإن كان فقيرا رزقه ما يكفيه، فضرره أكثر من ضرر آكل الثوم والبصل الذي منعه النبي صلى الله عليه وسلم من دخول المسجد لئلا يؤذي الناس، ومن ضرر المجذوم الذي منعه عمر رضي الله عنه .وقال النووي :هذا القول صحيح متعين، لا يعرف عن غيره تصريح بخلافه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۳ ص ۳۲، مادة "تعويذ")

[1] وروى عن هشام بن عروة، عن أبيه، "أنه كان إذا رأى من ماله شيئا يعجبه، أو دخل حائطا من حيطانه، قال :ما شاء الله، لا قوة إلا بالله ."وروى عن عائشة، أنها كانت لا ترى بأسا أن يعوذ في الماء، ثم يعالج به المريض.وقال مجاهد :لا بأس أن يكتب القرآن ويغسله، ويسقيه المريض.

ومثله عن أبي قلابة، وكرهه النخعي، وابن سيرين.

وروى عن ابن عباس، أنه أمر أن يكتب لامرأة تعسر عليها ولادتها، آيتين من القرآن وكلمات، ثم يغسل وتسقى. رجلا كان به وجع.

يعني :الجنون (شرح السنة للبغوي، كتاب الطب والرقى، باب ما رخص فيه من الرقى)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:۳۱) مفتی محمد امجد حسین

جنت، اہلِ جنت کو میراث میں دی جائے گی

(۱) مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورۃ غافر آیت ۴۰)

ترجمہ: جس نے برا کام کیا تو اتنی ہی سزا پائے گا اور جس نے نیک کام کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار بھی ہو سو وہ جنت میں داخل ہوں گے جہاں انہیں بے حساب روزی ملے گی۔

اللہ پاک کی شانِ کریمی ہے کہ برائی اور گناہ کا بدلہ اور سزا تو گناہ کے بقدر ہی دیتا ہے جبکہ نیکی کا بدلہ (اجر اور انعام) کم از کم دس گنا بڑھا کر دیتا ہے، جیسا کہ آیت **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها** (الانعام ۱۶۰) میں نیکی کے بارے میں اپنا عمومی ضابطہ بتلایا ہے، اور دس گنا (نیکی کے اجر کے لئے) ابتدائی اکائی ہے، آگے سات سو گنا تک نیکی کا اجر اللہ تعالیٰ بڑھا کر دیتے ہیں، جیسا کہ آیت **مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مأة حبه** (البقرۃ ۲۵۹) میں ذکر ہے، پھر یہ حساب کتاب کا قانونی پیمانہ ہے ورنہ شانِ رحمتِ باری کا جس جس طرح مظاہرہ ہوگا اس کے سامنے یہ حسابی پیمانے کسی شمار وقطار میں نہ آئیں گے۔ چنانچہ خود بقرہ کی اسی محولہ بالا آیت میں سات سو گنا تک بڑھانے کے معاً بعد **والله یضاعف لمن یشاء** بھی فرما دیا کہ جس کے لئے چاہیں اور بھی بڑھا دیں اور خود سورۃ غافر کی اسی زیر بحث آیت میں بغیر حساب کے اہل جنت کو انعامات جنت دینے کا ذکر فرمایا ہے۔

عملِ صالح کی شرطِ قبولیت

سب اعمال صالحہ کی قبولیت اور ان پر دخول جنت ونجات کا وعدہ ایمان کے ساتھ مشروط ہے، ایمان کے بغیر کوئی اچھا عمل، عملِ صالح کی قرآنی اصطلاح کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس لئے قرآن مجید جابجا **آمنوا وعملوا الصلحت** دونوں کو اکٹھا ذکر کرتا ہے، دونوں میں باہم تلازم ہے اس طرح کہ پہلے ایمان پھر عمل صالح۔ اس زیر بحث آیت میں بھی "**ومن عمل صالحا من ذکر او انثیٰ**" کے بعد "وھو مومن" کی شرط مذکور ہے۔

Idara Ghufran

(۲)تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا يَشَاءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۲)

ترجمہ: آپ ان ظالموں (کفارونافرمان) کو دیکھیں گے کہ اپنے اعمال (کی سزا) سے ڈر رہے ہوں گےاور وہ (سزا) ان پرضرور پڑ کر رہے گی اور جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے اچھے کام کئے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے وہ جس چیز کو چاہیں گےان کے رب کے ہاں ان کو ملے گی یہی بڑی کامیابی ہے۔

جنت کے بہت درجے اور طبقے ہوں گے ہر درجہ ایک جنت ہے،اس لحاظ سے جنّت جمع کا صیغہ لائے۔

(۳)يَاعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ .الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ .ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ .يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ . وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ .لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ (الزخرف آیت ۶۸تا ۷۳)

ترجمہ: اے میرے بندو! تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے یعنی وہ بندے جو ہمارے آیتوں پر ایمان لائے تھےاور فرمانبردار تھے،تم اور تمہاری بیویاں خوشی بخوشی جنت میں داخل ہوجاؤ (اور جنت میں ان کے لئے یہ ہوگا کہ) ان کے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لائے جائیں گے اور وہاں (ان کو) وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت،فرحت،سرور ملے گا اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہ وہی بہشت ہے جو میراث میں پائی تم نے بدلے میں ان کاموں کے جو کرتے تھے،تمہارے واسطے اس (جنت) میں بہت میوے ہیں،ان میں سے کھاتے رہو۔

ایمان واسلام

اوپر مذکور آیت یعنی

الذین آمنوا بآیاتنا و کانوا مسلمین

جو ایمان لائے اور مسلم یعنی فرمانبردار رہے

میں ایمان اور اسلام (مسلمین) کا الگ الگ ذکر ہے، ایمان اور اسلام دونوں ایک ہیں یا الگ الگ؟ اس میں محدثین و متکلمین اور مفسرین کے تفصیلی مباحث و مقالات ہیں، جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں، محققین نے ان مباحث میں غور کر کے جو خلاصہ نکالا ہے ہم اس کی روشنی میں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

ایمان کا تعلق دل سے ہے اور یہ نظریہ وعقیدہ سے عبارت ہے، اسلام کا تعلق زبان کے اقرار اور اعضاء و جوارح کے اعمال سے ہے جن کو اعمال صالحہ کہتے ہیں یعنی ظاہری اطاعت وفرمانبرداری سے ہے، اس طرح ایمان اور اسلام اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے دو الگ الگ چیزیں ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے، کہ اللہ و رسول سے جن چیزوں کا دین ہونا ثابت ہے ان کی دل سے تصدیق کرے جبکہ اسلام اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا نام ہے جس کو علمی واصطلاحی زبان میں یوں بھی تعبیر کیا جاتا ہے "انقیاد قولی وعملی مع التزام" یعنی زبان سے اقرار اور عمل سے اطاعت وفرمانبرداری کا التزام ہو۔

لیکن الگ الگ ہونے کے باوجود ایمان واسلام ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ جس ایمان کے ساتھ ظاہری بدن سے طاعت وفرمانبرداری نہ ہو یعنی نماز، روزہ وغیرہ جائز وناجائز اور حرام وحلال احکام کی پابندی کا اہتمام نہ ہو وہ ایمان ناقص ونامکمل ہے اور جس اسلام کے ساتھ تصدیق قلبی نہ ہو وہ اسلام غیر معتبر ہے، پہلے کی مثال وہ فاسق وفاجر، بدعمل صاحب ایمان ہے جو دل سے ایمانیات کی سب باتوں کو مانتا ہو لیکن عملی زندگی میں احکام شرع کی پابندی نہیں کرتا، جائز وناجائز، حرام حلال کی حدبندیاں نہیں نباہتا تو یہ اپنے گناہوں کے بقدر سزا وعذاب کا مستحق ہوگا۔

دوسرے کی مثال منافق ہے جو مختلف مصلحتوں کی وجہ سے ظاہراً مسلمان بنا رہتا ہے، نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال بجالاتا ہے لیکن دل میں ایمان نہیں۔ توحید، رسالت، قیامت، تقدیر وغیرہ میں سے کسی ایک یا زیادہ چیزوں میں شک یا انکار کرتا ہے تو ظاہراً تو مسلمان سمجھا جائے گا لیکن یہ ظاہری اسلام اسے نجات نہیں دلا سکے گا جب دل میں ایمان نہیں۔

درخت سے مثال

ایک مومن کامل جس کو ایمان کی دولت بھی دل کی گہرائیوں میں حاصل ہے اور احکام اسلام پر وہ عمل پیرا ہے اس کی مثال ایک سرسبز وشاداب درخت کی مانند ہے جو زرخیز زمین میں اُگا ہوا ہے، زمین سے اس کو خوراک

Idara Ghufran

ملتی ہے، وہ نشو ونما پاتا، پھلتا پھولتا ہے، ہرا بھرا ہے، اپنی خوب بہار دکھاتا ہے، جیسے کہ خود قرآن میں اس کی مثال پاکیزہ درخت سے دی گئی ہے ملاحظہ ہو۔

ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء. تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا (الی آخر) سورۃ ابراھیم آیت ۲۴.۲۵).

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاکیزہ کلمہ کی مثال بیان کرتا ہے جو مانند پاکیزہ درخت کے ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوطی سے جمی ہوتی ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں، اپنے رب کے حکم سے وہ ہر آن پھل دیتا ہے۔

اور مومن بدعمل غافل کی مثال ایسے درخت کی ہے جس کی جڑ زمین میں پیوست ہے، اور تنا بھی اس کا ہے لیکن وہ خشک پڑا ہوا ہے، زمین سے نمی اور خوراک نہیں کھینچتا، نہ اس پر ہری شاخیں، ٹہنیاں ہیں۔ نہ پھول، پھل اور پتے، ظاہر ہے یہ ایک ناقص درخت ہے جو سوائے کاٹ کر ایندھن جلانے کے کیا کام آسکتا ہے۔ نہ مسافر اس سے ٹھنڈی چھاؤں حاصل کر سکے، نہ اس کی ٹہنیوں، شاخچوں پر پرندوں کی چہچہاہٹ، بلبل اور کوئل کی آنکھ مچولی اور کوکو ہو۔ نہ اس سے کسی کو پھل ملے نہ خوشبودار پھول، نہ اس کے پتے ماحول کو خوش گوار بنا سکیں، اور نہ ڈھور ڈنگروں کو شکم سیر کر سکیں۔

منافق کی مثال جس میں ایمان نہیں صرف معاشرتی دباؤ یا مختلف اجتماعی مجبوریوں اور اسلامی سوسائٹی میں رہنے کی مصلحتوں کی وجہ سے کچھ ظاہری اعمال بجالائے لیکن دل سے قرآن وسنت کے سرچشموں پر مطمئن نہیں، روشن خیالی، لبرل ازم، مادیت پرستی اور سیکولر سوچ کی وجہ سے شریعت کے کتنے ہی صریح قطعی احکام اسے دقیانوسی باتیں سجھائی دیتی ہیں، اور اس کے ضمیر کا یہ فساد، قلب کا یہ نفاق اس کے طرز عمل سے اس کی تحریر و تقریر سے، اس کے مباحثوں اور ڈائیلاگ سے، اس کے لیکچر و مکالمات سے مختلف دلکش اصطلاحوں اور جدت کے غلافوں میں لپٹ کر معاشرے میں پھیلتا ہے، وہ دل سے مسلمان نہیں لیکن اخلاقی جرأت سے محروم ہونے کی وجہ سے کھلے کافروں کی طرح سامنے بھی نہیں آتا تاکہ مفادات و اغراض متاثر نہ ہوں اس لئے

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

کے مصداق بڑا اسکالر و ریفارمر اور روشن خیال (لیکن تاریک ضمیر) بن کر اپنے اندر کا کھوٹ، دل کا روگ، مختلف سنہری غلافوں میں لپیٹ کر معاشرے میں نشر کرتا ہے تاکہ دوسرے بھی ایمان و یقین سے اس کی

Idara Ghufran

طرح محروم ہوجائیں۔شک یاانکار میں مبتلا ہوجائیں تواس کی مثال مصنوعی (Artificial) درخت کی سی ہے جوگفٹ سنٹروں میں بناوٹی گملوں میں سجے ہوتے ہیں جن کی رنگت، بناوٹ و ہیئت ہو بہو اصلی درخت کی سی ہوتی ہے لیکن نہ ان میں اصلی درخت کی خوبو، نہ ذائقہ، نہ تاثیر، نہ خاصیت، نہ منافع، نہ فوائد، نہ کچھ نہ کچھ۔بس دیکھنے اور نظارے کے ہی کام آسکتے ہیں،قرآن مجید کی سورہ منافقون میں بھی ایسوں کو لکڑی کے پتلے قرار دیا گیا ہے

واذا رأیتھم تعجبک اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم کانھم خشب مسندة......(المنافقون آیت ۴)

ترجمہ: جب تم (اے مسلمانو!) ان (منافقین) کو دیکھو تو ان کے قد کاٹھ، ڈیل ڈول تمہیں اچھے لگیں اور اگر وہ باتیں کریں تو ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ (چرب زبانی سے دوسرے کو خوب متاثر کریں) ان کی مثال ایسی ہے جیسے یہ لکڑیاں (پتلے) ہیں جو کسی سہارے سے لگی رکھی ہیں۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط:۸) مفتی محمد امجد حسین

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے

1953ء کی تحریک ختم نبوت

1953ء کی تحریک ختم نبوت پاکستان کی ملی تاریخ کا ایک خونچکاں باب ہے، ایک ایسی داستان جس کی صدائے بازگشت 1974ء کو ملک کے طول وعرض میں دوبارہ بلند ہوئی تو قومی اسمبلی کو متفقہ طور پر قادیانیت اور لاہوری پارٹی کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔ 53ء کی تحریک میں ہزار ہا افراد شہید اور زخمی ہوئے اور بڑی تعداد قید وبند میں مبتلا ہوئی۔ [۱]

1953ء کی تحریک کا ظاہری سبب تو 17 مئی 1952ء کا ایک واقعہ بنا۔ [۲]

---

[۱] پولیس نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے کئی شہروں میں مظاہرین اور احتجاج کرنے والوں پر کھلم کھلا فائرنگ کی جس سے بے شمار لوگ مارے گئے اور عامۃ الناس میں عام بددلی اور غیض وغضب پھیل گیا، پنجاب کے کئی شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوگیا، صوبائی سیکرٹریٹ میں اہلکاروں نے کام کا بائیکاٹ کردیا۔ اس کے شاخسانے میں میاں ممتاز دولتانہ کی پنجاب حکومت برخواست ہوئی اور ملک فیروز خان نون کی وزارت علیا قائم ہوئی، ریاستی تشدد کے ردعمل میں لاہور میں اور کئی شہروں میں بغاوت کے آثار پیدا ہوگئے۔

6 مارچ 53ء تک صوبہ بھر میں اس تحریک کے تحت 390 جلسے ہوئے جن میں سے 167 کا اہتمام مجلس احرار نے کیا تھا اور ان میں قادیانیوں کے متعلق مطالبات دوہرائے گئے تھے جن کا آگے ذکر آتا ہے۔ 6 مارچ 53ء کو لاہور میں مارشل لاء لگانے کی نوبت آئی اس طرح پاکستان آرمی کو پہلی دفعہ اس کے فرائض سے مختلف استعمال کیا گیا، لوگوں نے دیکھ لیا کہ مارشل لاء میں کہاں تک نوبت پہنچتی ہے، اس طرح سیاست دانوں نے فوج کو اپنی قوم کی سزادہی کے لئے آگے کیا اور انہیں سخت سے سخت سزا فوج کے ہاتھوں دلوائی لیکن قانون مکافات عمل کو ان سیاست دانوں نے بہت جلد 1958ء میں پھر بھگت لیا جب اہل سیاست ایوانوں سے نکال باہر کئے گئے اور ایک ایسے ہی مارشل لاء کے نتیجے میں فوج نے ملک کا نظم ونسق سنبھال لیا۔ جس مارشل لاء کا راستہ خود ان سیاست دانوں نے اپنے عوام کے خلاف فوج کو دکھایا تھا۔ مولانا مودودی، مولانا عبدالستار نیازی کو اسی تحریک کے نتیجے میں سزائے موت سنائی گئی تھی جس پر عمل درآمد کی نوبت نہیں آئی۔ ان ایام کے دوران حالات میں آئے دن ڈرامائی تبدیلیاں آتی رہیں۔

[۲] 17 مئی 1952ء کو چودھری ظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ پاکستان نے کراچی میں قادیانیوں کے ایک جلسہ عام میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے منع کرنے کے باوجود خطاب کیا، وزیر اعظم کے منع کرنے پر اس نے ڈھٹائی سے کہا کہ وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کے لئے تیار ہے (لیکن جلسے سے خطاب کرنے سے باز نہیں رہیں گے) اس جلسہ میں اس نے قادیانیت کو خدا کا لگایا ہوا پودا اور اسلام کو زندہ مذہب کی حیثیت قادیانیت کی صورت میں ہی حاصل ہونے کا دعویٰ کیا، قادیانت کے بغیر اسلام کو ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند قرار دیا۔ اس قسم کی باتیں اس نے اس جلسہ میں کھلے عام کیں۔

اس جلسہ کے ردعمل میں فساد ہوگیا۔ اور قادیانی سینہ زوری پر اتر آئے، حکومت میں قادیانی اثر بہت قوی ہونے کی وجہ سے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے لگے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لیکن درحقیقت 53ء کے اس آتش فشاں کا لاوا قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف کفریہ طاقتوں کی آشیر باد سے کی جانے والی سازشوں کی وجہ سے ایک عرصہ سے اور خصوصاً قیام پاکستان کے وقت سے اندر ہی اندر پک رہا تھا اور پاکستان کی ملت اسلامیہ میں اس حوالے سے سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا تھا۔ [۱]

3 جون 52ء کو کراچی میں "آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن" ہوا جس کے محرک مولانا لال حسین اختر، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مفتی جعفر حسین مجتہد تھے، اس مشاورتی اجلاس میں ذیل کے مطالبات منظور ہوئے۔

1۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2۔ چوہدری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

3۔ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔

4۔ ان مطالبات کو قطعی شکل دینے کے لئے آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن منعقد کیا جائے۔

اس اجلاس میں کنونشن منعقد کرنے کے لئے ایک بورڈ تشکیل دیا گیا جس کے ارکان درج ذیل حضرات تھے۔

سید سلیمان ندوی، مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا عبدالحامد بدایونی، علامہ یوسف کلکتوی، مفتی صاحب داد، علامہ سلطان احمد، شاہ احمد نورانی، لال حسین اختر، الحاج ہاشم گزدر، مفتی جعفر حسین مجتہد، مولانا احتشام الحق تھانوی۔

13 جولائی 52ء کو محمد ہاشم گزدر کے ہاں بورڈ کا اجلاس ہوا۔ [۲]

---

[۱] پاکستان بننے کے موقعہ پر ضلع گورداسپور نہرو، ریڈکلف وائسرائے اور بعض سرکردہ قادیانیوں کی سازش اور گٹھ جوڑ سے انڈیا کی جھولی میں ڈالا گیا اور یہاں کی مسلم آبادی کو دربدر کردیا گیا جبکہ اسی گورداسپور میں قادیان کو قادیانیوں کے پاس ہی رہنے دیا۔ بلوچستان میں عالمی طاقتوں کی خفیہ مدد سے قادیانی اسٹیٹ بنانے اسی طرح کشمیر میں قادیانی اسٹیٹ بنانے نیز قیام پاکستان کے بعد کشمیر کی جنگ میں قادیانیوں کا ملک دشمن کردار اور انڈیا کے ساتھ ساز باز نیز شہید ملت لیاقت علی خان مرحوم کی شہادت میں قادیانی ہاتھ شامل ہونے کا شبہ ہونے اور پاکستان کے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کے دنیا بھر میں پاکستان کی بجائے قادیانیت کی ترجمانی کرنے اور احمدی مشن کا جال دنیا بھر میں پھیلانے اور فوج اور دیگر محکموں میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کے براجمان ہونے، یہ سب وہ چیزیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں میں قادیانیوں کے خلاف ایک عام بے چینی کی فضا قائم تھی، ان میں سے کئی چیزیں منیر انکوائری رپورٹ میں بھی درج ہیں، ملاحظہ ہو شورش کاشمیری کی کتاب عطاء اللہ شاہ بخاری۔

[۲] لاہور میں بھی اس تاریخ کو عطاء اللہ شاہ بخاری کے حسب ایماء آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوا اور مذکورہ بالا مطالبات یہاں بھی طے کئے گئے، ایک مزید مطالبہ لاہور کے کنونشن میں یہ تھا کہ ربوہ کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جنوری 53ء کو کراچی میں کانفرنس ہوئی۔ [1]

اس کانفرنس میں قادیانیت اور حکومت کے طرزِ عمل کے حوالے سے قراردادیں منظور ہوئیں اور ایک مجلس عمل کا انتخاب ہوا جس کے ممبران وقت کے اکابر علماء تھے۔

مجلس عمل کا ایک وفد تشکیل دیا گیا جو وزیر اعظم ناظم الدین سے 22 جنوری 53ء کو ملا اور قادیانیت سے متعلق اپنے مطالبات پیش کئے، وزیر اعظم نے مطالبات سے ہمدردی کا اظہار کیا لیکن ان مطالبات کو پورا کرنے سے معذوری ظاہر کی۔

16 فروری 53ء کو وزیر اعظم لاہور آئے تو مجلس عمل کے ایک وفد نے یہاں بھی ان سے ملاقات کر کے مطالبات کی یاد دہانی کی یہاں بھی وزیر اعظم نے عذر کیا۔

21 فروری 53ء کو علماء کا ایک اور وفد جس میں سید سلیمان ندوی، مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا احتشام الحق تھانوی، عبدالحامد بدایونی وغیرہ شامل تھے کراچی میں وزیر اعظم سے ملا اور ان کو مطالبات کی پھر یاد دہانی کرائی، اگلے روز ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا ابوالحسنات وغیرہ علماء پر مشتمل مزید ایک وفد سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں وزیر اعظم سے ملا، وزیر اعظم نے صاف نفی کی کہ نہ یہ مطالبات تسلیم کئے جائیں گے، نہ دستور ساز اسمبلی میں پیش کئے جائیں گے اور وزیر اعظم نے فرمایا کہ قادیانیوں کو چھیڑنے سے امریکہ نہ ہمیں گندم دے گا اور نہ مسئلہ کشمیر کے حل میں ہماری مدد کرے گا۔

26 فروری 53ء کو صورتحال پر غور کے لئے کراچی میں اجلاس ہوا جس میں مذکورہ حضرات علماء میں سے بہت سے شریک تھے اور راست اقدام کا فیصلہ کیا، اس پر 26 اور 27 فروری کی درمیانی رات حکومت نے محاصرہ کر کے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء کو گرفتار کیا اور پنجاب میں مجلس احرار کے رفقاؤں، رہنماؤں کی وسیع پیمانے پر پکڑ دھکڑ ہوئی اور تشدد ہوا، یہ یکطرفہ کارروائی تھی جس کے نتیجے میں مارچ میں کراچی اور پنجاب میں وہ کچھ ہوا جس کا مختصر حال ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں، (دیکھئے مضمون کا ابتدائی صفحہ مع حاشیہ)

---

[1] کراچی کانفرنس میں درج ذیل علماء شریک ہوئے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا احمد علی لاہوری، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا ظفر احمد انصاری، مفتی محمد حسن، مفتی محمد شفیع، مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا ابوالحسنات قادری، مولانا یوسف بجنوری، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا شمس الحق وزیر مذہبی امور ریاست قلات، حاجی ترنگ زئی پشاوری، پیر سرسینہ شریف ڈھاکہ، مولانا راغب احسن، مولانا اظہر علی ڈھاکہ، مولانا سخاوت الانبیاء ڈھاکہ، حاجی مولانا محمد امین، مولانا عزیز الرحمان، مولانا سلطان احمد جماعت اسلامی، مفتی صاحب داد، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا یوسف کلکتہ والے، مولانا اسماعیل، مولانا داؤد غزنوی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا احتشام الحق تھانوی۔

Idara Ghufran

اس تحریک کے نتیجے میں ظفر اللہ کی وزارت بھی گئی، ناظم الدین کی حکومت بھی بعد میں غلام محمد نے توڑی اور سخت خون خرابہ، بدامنی ہوئی اور جزوی مارشل لاء کی نوبت آئی، اس سارے قضیے کی انکوائری کے لئے عدالتی کمیشن بیٹھا جس کی رپورٹ منیر انکوائری رپورٹ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱

تحریک ختم نبوت 1974ء

29 مئی 1974ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں کی شرانگیزی کے نتیجے میں مسلمانانِ پاکستان میں اضطراب و بے چینی پھیل گئی، پورا ملک سراپا احتجاج ہوگیا، خیبر سے کراچی تک اسلامیانِ پاکستان کی ایک ہی آواز تھی کہ قادیانیت کی شرعی و آئینی حیثیت ریاستی سطح پر طے کی جائے۔ ۲

---

۱ یہ انکوائری کمیشن دو افراد پر مشتمل تھا، جسٹس منیر (نظریہ ضرورت والا) جسٹس رستم کیانی، یکم جولائی 53ء کو اس کمیشن نے تحقیقات کا عمل شروع کیا اور 28 فروری 54ء کو اپنا کام ختم کیا اور انگریزی میں 387 صفحات پر مشتمل رپورٹ حکومت کو پیش کی۔ (محکمہ تعلقات عامہ پنجاب نے اس کا اردو ترجمہ 435 صفحات پر مشتمل شائع کرایا تھا)۔ کمیشن کے کل 117 اجلاس منعقد ہوئے۔

اس رپورٹ پر شورش کاشمیری مرحوم (رہنما مجلس احرار و ایڈیٹر ہفت روزہ چٹان) نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ جسٹس منیر نے سی آئی ڈی کی رپورٹوں کا سہارا لیکر اس سارے واقعہ پر جو نتائج مرتب کئے نتیجۃً وہ ایک جج کے شایان شان نہ تھے، ان کے بین السطور سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بغض وعناد کے تحت یکطرفہ کارروائی کر رہے تھے (دیکھئے سوانح عطاء اللہ شاہ بخاری ص 220 مؤلفہ شورش کاشمیری مرحوم)

نیز لکھتے ہیں کہ (منیر انکوائری) رپورٹ کا غالب حصہ جانبدارانہ آلائشوں کا حامل ہے اور کسی لحاظ سے بھی اس رپورٹ کو کسی جج کا تجزیہ نہیں کہا جا سکتا اگرچہ اس کے مصنف جج تھے، لکھتے ہیں کہ (ریٹائرڈ جسٹس) ڈاکٹر جاوید اقبال خلف الرشید علامہ اقبال نے اپنی ایک کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو اسلام کے خلاف خود مسلمان ججوں کے قلم سے نکلی ہے، اس کی اشاعت روک لی جائے بلکہ اس کتاب کو ضبط ہونا چاہئے۔ دنیائے اسلام میں آج تک نفس اسلام کے خلاف ایسی دستاویز شائع نہیں ہوئی یہ سب سے بڑی تحریر ہے جس میں دو مسلمان ججوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کی رسوائی کا سامان کیا گیا ہے، امتداد زمانہ کے ساتھ یہ رپورٹ مر چکی ہے، جسٹس کیانی نے راقم (شورش کاشمیری) سے کہا تھا کہ وہ اس کتاب کی اشاعت سے پریشان اور پشیمان ہیں اور جو حصہ اس میں اسلام کے خلاف ہے وہ جسٹس منیر کے قلم سے ہے۔ (ایضاً سوانح ص 163)

واضح رہے کہ جتنی جماعتیں اس معرکے میں ماخوذ تھیں (منیر انکوائری میں جن کو زیر بحث لایا گیا تھا) مسلم لیگ اور احرار کے سوا سب نے اس رپورٹ پر اپنے جوابی تبصرے کتابی شکل میں شائع کئے تھے، (ایضاً ص 162)

۲ 29 مئی 74ء کو ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں کی شرانگیزی سے ایک افسوسناک سانحہ پیش آیا، جب نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ پر قادیانیوں نے حملہ کرکے انہیں ادھ موا کر دیا، یہ طلباء چناب ایکسپریس سے پشاور کے ٹور سے واپس آ رہے تھے کہ قادیانیوں نے سرگودھا شاہین آباد اور ربوہ ریلوے اسٹیشنوں سے منصوبہ بندی کے تحت اپنے مسلح غنڈے سوار کرائے جو طلبہ پر ٹوٹ پڑے کہ کیوں ان طلبہ نے ٹور پر جاتے ہوئے ربوہ اسٹیشن پر ختم نبوت زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگائے تھے، اس پر پورے ملک میں آگ لگ گئی اور مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوگئے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نتیجۃً 7 ستمبر 74ء کو قومی اسمبلی آف پاکستان نے متفقہ طور پر قادیانیوں (احمدی اور لاہوری پارٹی ہر دوگروہ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ 30 مئی سے 7 ستمبر تک تقریباً سو دن کا عرصہ پاکستان کی ملی تاریخ کا یادگار دور شمار ہوگا، یہ 100 دن ایسے ہنگامہ خیز اور سنسنی سے بھرپور تھے کہ کسی کہنے والے کے بقول سو سال پر بھاری تھے۔ 7 ستمبر کو قومی اسمبلی سے وزیر اعظم بھٹو کی قیادت میں فیصلے کے نتیجے میں 73ء کے آئین میں اس حوالے سے دستوری ترمیم ہوئی جو آئین کی دفعہ 106 اور دفعہ 260 کے ضمن میں ہے، یہ 73ء کے آئین میں دوسری ترمیم تھی۔

آئین میں قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا

آئین کی دفعہ 206 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج ہوئی (3) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

حکومت نے 53ء کی تحریک کی طرح اس کو بھی کچلنا چاہا، جس پر سخت ردعمل ہوا اور دینی سیاسی جماعتوں نے راست اقدام کا فیصلہ کیا، اس کے لئے 3 جون کو راولپنڈی میں سب فرقوں کے ممتاز علماء کا نمائندہ اجلاس ہوا، دوسرا اجلاس 9 جون کو لاہور میں ہوا اور تحریک کو منظم رکھنے کے لئے ایک مجلس عمل قائم ہوئی جس کے صدر حضرت مولانا یوسف بنوری (بانی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی و صدر مجلس تحفظ ختم نبوت) بنے، مجلس عمل نے 14 جون کو ملک گیر ہڑتال کی کال دی۔

13 جون کو وزیر اعظم کی طویل تقریر (ڈیڑھ گھنٹہ کی) ریڈیو پر نشر ہوئی جس میں حادثہ ربوہ کا ذکر تک نہیں کیا گیا البتہ ختم نبوۃ پر اپنے ایمان کی صراحت کی اور فرمایا کہ یہ نوے سالہ پرانا مسئلہ ہے اتنی جلدی کیسے حل ہوسکتا ہے، 14 جون کو خیبر سے کراچی اور کوئٹہ سے لاہور تک ایسی ہڑتال ہوئی جس کی نظیر پاکستان کی پچھلی تاریخ میں نہیں ملتی، 14 جون کو مجلس عمل کا اجلاس فیصل آباد میں ہوا۔

حضرت بنوری کی قیادت میں مجلس عمل نے کراچی سے پشاور تک تحریک کو زندہ رکھنے کے لئے قریہ قریہ قصبہ قصبہ سرگرمیاں دکھائیں، عامۃ المسلمین نے بھرپور ساتھ دیا، نتیجۃً یکم جولائی کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا اور قومی اسمبلی کو وزیر اعظم نے قادیانیت کے مسئلے کے حل کے لئے خصوصی کمیٹی قرار دینے کا فیصلہ کیا اور کمیٹی کے لئے چالیس ارکان کا کورم مقرر کیا جس میں تیس حزب اقتدار اور دس حزب اختلاف سے ہونا طے ہوا، اس خصوصی کمیٹی کے سامنے دو قراردادیں بحث و تمحیص کے لئے پیش کی گئیں، ایک حزب اقتدار کی طرف سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے دوسری حزب اختلاف نے پیش کی۔

31 جولائی کو وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کل ہوگا، چنانچہ فیصلہ کے لئے 7 ستمبر 74ء کی تاریخ مقرر ہوئی، مسلمانوں کی طرف سے ملت اسلامیہ کا مؤقف نامی کتاب اسمبلی میں پیش ہوئی جو مجلس عمل کی طرف سے ایک ہفتے میں تیار کی گئی تھی، جمع شدہ مواد کو مرتب کر کے کتابی شکل دینے کے لئے مفتی تقی عثمانی صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمات تھیں اس کتاب میں قادیانیوں کے دعاوی، اعتقادات، نظریات وغیرہ سب ان کے لٹریچر سے مبرہن طور پر جمع کردیئے گئے تھے، قادیانیوں کی ربوائی اور لاہوری دونوں پارٹیوں کے سربراہوں نے بھی اپنے موقف کی وضاحت کے لئے کتابچے پیش کئے۔

مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک 42 گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے امیر صدر الدین پر 7 گھنٹے جرح ہوئی جو اجلاس میں شریک تھے۔ (اس باب کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تاریخی قومی دستاویز 1974ء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے(دیکھئے تاریخی قومی دستاویز1974ء)

امتناع قادیانیت آرڈیننس

74ء کی دستوری ترمیم کے باوجود قادیانیوں کی طرف سے اپنے آپ کو مسلمان باور کرانے، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد قرار دینے اور اپنے کفریہ عقائد کو تبلیغ اسلام کے عنوان سے پیش کرنے کا سلسلہ جاری تھا وہ پوری ہٹ دھرمی سے اپنے بڑوں اور بڑیوں کے لئے اسلامی القاب و آداب اور اصطلاحات استعمال کرتے تھے، مثلاً مرزا قادیانی کو نبی، اس کے نائبوں کو خلیفہ، مرزا کی بیویوں کو ازواج مطہرات، مرزا کے رفقاء کو صحابہ وغیرہ کہتے تھے۔80ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم نے ایک تاریخی آرڈیننس جاری کر کے ان کی اس قسم کی تمام سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی جس کے بعد ان کا سربراہ پاکستان سے مایوس ہو کر لندن چلا گیا اور وہاں اپنا مرکز بنالیا۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین　　(بسلسلہ: نظارۂ وطن)　　مفتی محمد امجد حسین

جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا کا یادگار سفر (قسط۲)

دورِ مالٹائی، دورِ لسّی وغیرہ

سرگودھا[۱] خصوصاً اس کی تحصیل بھلوال کنوؤں کے باغات کے حوالے سے مشہور ہے، جامعہ حقانیہ میں ہمارے پہنچنے کے بعد یہاں کے احباب کے ساتھ کھلے آسمان تلے دھوپ کی ''چھاؤں'' میں پہلی مجلس جو ہوئی اس میں مالٹوں کا دور چلا، حالانکہ دلّی، لکھنؤ کی ٹکسالی شاعری میں ''دورِ جام'' کی شہرت رہی ہے۔ ؎

ہم تک کب ان کی محفل میں آتا تھا دورِ جام　　ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

تو یہ ''دورِ مالٹائی'' تھا ''دورِ جام یا دورِ گلابی'' نہ تھا، شراب کی گلابی رنگت کی وجہ سے یار لوگ اسے گلابی کے نام سے بھی موسوم کرتے رہے ہیں، چنانچہ...... ''عرض کیا ہے'' ؎

کبھی خوش بھی کیا ہے جی کسی رندِ شرابی کا　　لگا دے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی کا

اور اسے ''دارو'' بھی ''باندھتے'' ہیں۔ استاد ذوق (بہادر شاہ ظفر آخری مغل تاجدار کے استاد) کا ارشاد ہے

پیرِ مغاں کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق　　نامرد، مرد، مرد جوانمرد بن گیا

تو کھانے کھلانے، چوسنے، نچوڑنے کے مالٹائی دور کو پینے پلانے کے دورِ گلابی سے اور ناؤ ونوش کے ہنگاموں سے کیا نسبت، رندوں سے زہد شعاروں کو کیا علاقہ رند تو اُس مقامِ ناز پر فائز ہیں کہ بقول غالب

رات کو پی لی صبح کو توبہ کر لی　　رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

یا

رات کو پی زمزم پہ مے اور صبح دم　　دھوئے دھبے جامۂ احرام کے

---

[۱] سرگودھا صوبہ پنجاب کا ایک ڈویژن، ایک ضلع اور ایک اہم شہر ہے، ڈویژن کی حیثیت سے اس میں خود سرگودھا، خوشاب، میانوالی اور بھکر کے اضلاع شامل ہیں، سرگودھا یونیورسٹی بھی اپنی اچھی شہرت رکھتی ہے، سرگودھا کی اہمیت پاک فضائیہ کے ایک مرکز و مستقر ہونے کی حیثیت سے بھی ہے، سرگودھا کے شاہین 65ء کی جنگ کے فاتحین میں سے ہیں۔ 65ء کی جنگ میں لاہور، سیالکوٹ کے ساتھ تیسرا شہر سرگودھا ہی تھا جس کی خدمات کو قومی سطح پر سراہا گیا اور اسے پرچم استقلال سے نوازا گیا۔

سرگودھا کی زمین ہموار میدانی ہے، کہیں کہیں معمولی بلند پہاڑ ہیں، سرگودھا کے شمال میں ضلع جہلم، جنوب میں ضلع جھنگ، مغرب میں ضلع خوشاب ہے، مشرقی حدیں گجرات، گوجرانوالہ سے ملتی ہیں۔ سرگودھا شہر کے کمپنی باغ میں 65ء کی جنگ کا وہ بم نمائش کے طور پر نصب رہا ہے جو دشمن نے سرگودھا پر پھینکا اور پھٹ نہ پایا۔ سرگودھا کی تین تحصیلیں ہیں سرگودھا، شاہ پور اور بھلوال۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نیز اُس ’’مرتبۂ بے خودی‘‘ تک پہنچے ہوئے ہیں کہ غالب ہی کے بقول

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی

لسّی، مکئی کی روٹی اور ساگ

دورِ مالٹائی کے بعد دوسرا دور جامعہ کی لائبریری میں مکئی کی روٹی، ساگ، مکھن، لسّی کے کھانے پینے کا چلا، میز بانوں کی طرف سے یہ دیسی سوغاتیں بڑے اہتمام اور سلیقے ونفاست سے تیار کی گئی تھیں، کام ودہن سے ان کا ذائقہ تو جاتے جاتے ہی جائے گا، لیکن یہ خوردونوش کا سلسلہ دوپہر کے وقت ہونے کے باوجود دوپہر کے کھانے کا دور نہیں تھا۔ کھانے کا دور تو سہ پہر کے بھی بعد دریائے جہلم سے کچھ ہٹ کر اس کی شیر گڑھ پتن والی نہر کے کنارے چوہدری شاہد صاحب کے ڈیرے پر چلا تھا۔

چودھری کا ڈیرہ

حق یہ ہے کہ چودھری کے ڈیرے پر کھانے کی دعوت اپنے موقعہ محل کے لحاظ سے بھی اور خالص دیسی و روایتی کھانوں کے لحاظ سے بھی ایک عمدہ دعوت وضیافت تھی جو چودھری شاہد صاحب نے ’’دیدہ ودل فرشِ راہ‘‘ کر کے حضرت مفتی عبدالقدوس صاحب سے اپنے ڈیرے پر طے کرائی تھی۔ چودھری صاحب اکابرین حقانیہ کے وابستگان میں سے ہیں، کھانے کے بعد عصر کی نماز ڈیرے کے ساتھ مسجد میں ادا کی گئی۔

دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

ساہیوال کے عقب میں دریائے جہلم بہتا ہے جو ضلع سرگودھا اور ضلع خوشاب کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا ہے یعنی دوضلعوں کا مقام اتصال بھی ہے اور مقام انفصال بھی۔ ’’دورِ لسّی ومکھن‘‘ کے بعد تازہ دم ہو کر ہمارا چار گاڑیوں پر مشتمل کارواں دریائے جہلم کے پار شیر گڑھ پتن پر تفریح کرنے اور پھر وہاں سے چودھری شاہد صاحب کے عصرانے کا لطف اٹھانے کے لئے روانہ ہوا، میزبان حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کی قیادت اور مولانا عبدالودود صاحب (برادر مفتی عبدالقدوس صاحب) مولانا فہیم ترمذی (معہد الترمذی، لاہور) مولانا عبدالناصر ترمذی، جناب عبدالنعیم صاحب ترمذی (نگران: حقانیہ سکول سسٹم) اور جامعہ حقانیہ کے معزز وبزرگ اساتذہ وذمہ داران کی معیت وہمراہی میں یہ بہت ہی خوشگوار تفریحی دورہ تھا جو ظہر تا عشاء کے دورانیہ میں دائرۂ محیط رہا۔ ساہیوال کی خاک چھاننے کے بعد جہلم دریا

Idara Ghufran

ہمیں درپیش تھا۔ اور ہم اس سے دوچار تھے۔ کہنے والے نے تو کہا تھا کہ

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحرظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

لیکن یہ کافی پرانی بات ہے ہمارا کیس اس سے کچھ مختلف تھا، ایک تو ہماری مہم اس طرح کی نہ تھی جو بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑانے والوں کی تھی، دوسرے ہمیں گھوڑے، خچر، ٹٹو تو کجا ایک گدھا بھی میسر نہ تھا، لے دے کے پچھلے گاؤں میں ایک گدھے سے مڈبھیڑ ہوئی تھی اس سے بھی عبدالسلام صاحب کی ان بن ہوگئی تھی۔

اس لئے دریائے جہلم کے بحرظلمات کو گاڑیوں، موٹرسائیکلوں کی ہمراہی و معیت میں عبور کیا گیا، گاڑی کے ٹائر تک نہیں بھیگے، نہ ہمارے دامن یا پائنچوں پر پانی کی کوئی چھینٹ پڑی یعنی اس طرح کا معاملہ تھا کہ۔

نہ خنجر پہ کوئی داغ نہ دامن پر کوئی چھینٹ تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

معیت کا مطلب اگر کوئی یہ سمجھے کہ ہم گاڑیوں، موٹرسائیکلوں پہ سوار تھے اور یہ گاڑیاں سطح آب پر بادصبا کی طرح محوخرام تھیں تو وہ خاک نہیں سمجھا، گاڑیاں اگرچہ سطح آب پر ہی تھیں اور ہم بھی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے یا موٹرسائیکلوں کے ساتھ کھڑے تھے اور سطح آب کو عبور کر کے خوش آب (خوشاب) کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن سطح آب اور ہمارے پاؤں کے درمیان نیز گاڑی کے پہیوں کے نیچے ایک بڑی کشتی کا لکڑی کے پھٹوں پر مشتمل فرش بچھا ہوا اور عرشہ پھیلا ہوا تھا، اور ہمارے ساتھ ساتھ گاڑیاں بھی اس کشتی کی سواریاں تھیں، ہم سب ایک کشتی کے سوار تھے کہ خدانخواستہ ؏

اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبیں گے سارے

گاڑیوں سمیت کشتی پر دریا پار کرنے کے اس تجربے سے ہم پہلی دفعہ گزرے، یہاں فاصلے فاصلے پر دریائے جہلم کے مختلف دہانے بنے ہوئے ہیں جہاں سے بڑی بڑی مسطح کشتیاں کرایہ لے کر سواروں اور سواریوں اور پیدل چلنے والوں کو دریا عبور کراتی ہیں اس طرح دو ضلعوں میں آر پار جانے کے لئے یہ بالکل مختصر راستہ اور مسافت ہے، روڈ کے راستے پھر کر آئیں تو یہ مسافت ساٹھ ستر کلومیٹر سے کیا کم ہوگی، گاڑی کا کرایہ کشتی میں دریا پار کرانے کا غالباً 150 روپے اور پیدل آدمی کا کرایہ 20 روپے تھا۔ اور کشتی میں اتنی گنجائش تھی کہ ہم جس کشتی میں سوار تھے اس میں ہمارا کیری ڈبہ، ایک موٹرکار، درجن بھر موٹرسائیکلیں، اور تیس چالیس بندے تھے جو گاڑی یا موٹرسائیکلوں پر سوار نہیں تھے بلکہ ساتھ کھڑے تھے اور پھر بھی جگہ کی

Idara Ghufran

کوئی تنگی نہ تھی۔ یہاں دریا کے مختلف دہانے مختلف ناموں سے موسوم ہیں ان دہانوں کو یہاں مقامی طور پر پتن کہتے ہیں مثلاً جس پتن سے ہم نے دریا عبور کیا یہ لنگر والا پتن تھا۔ آگے ایک تتری والا پتن تھا، اس طرح شیر گڑھ پتن ہے جہاں ہم دریا عبور کر کے گئے۔

شیر گڑھ پتن

شیر گڑھ پتن اصل میں وہ مقام ہے جہاں ایک رابطہ نہر (چشمہ لنک کینال) جو دریائے سندھ سے چشمہ (نزد کندیاں، میانوالی) کے مقام پر نکالی گئی ہے یہ بیسیوں میل بہتی ہوئی راستے میں زرعی اراضی کو سیراب کرتی ہوئی یہاں شیر گڑھ پتن پر نہر دریائے جہلم سے ہم آغوش ہوتی ہے، میں نے چند سال پہلے کندیاں کالاباغ کے سفر کے دوران چشمہ کے مقام پر اس نہر کا وہ دہانہ بھی دیکھا ہے جہاں یہ دریائے سندھ سے نکلتی ہے، اس نہر کے ذریعے دریائے سندھ کا فاضل پانی راستے میں زرعی زمینوں کو سیراب کرتا ہوا یہاں آکر دریائے جہلم میں گرتا ہے، پنجاب بھر میں صدر ایوب کے دور میں اس طرح کی مصنوعی رابطہ نہریں جن کے پختہ پشتے بندھے ہوئے ہیں اور سینکڑوں کلومیٹر لمبی ہیں ان کا جال بچھایا گیا تھا تاکہ پاک بھارت سندھ طاس معاہدے کے تحت [1] جن دریاؤں کے پانی سے ہمارا ملک محروم ہو گیا تھا اس متبادل نہری نظام کے ذریعے بڑے دریاؤں سے پانی ان علاقوں اور دریاؤں میں پہنچایا جائے۔

اور پانی کی کمی پیدا نہ ہونے دی جائے، پاکستان کا یہ نہری نظام جو دریاؤں کے درمیانی دوآبوں کو سیراب

---

[1] تقسیم ہند کے بعد انڈیا نے اپنے علاقے سے پاکستان میں داخل ہونے والے تین مشرقی دریاؤں ستلج، بیاس، راوی کا پانی روک لیا، یہ پاکستان کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ تھا، شہید ملت لیاقت علی خان مرحوم نے اعلان کیا کہ ہم پانی کے ایک ایک قطرے کے لئے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ میدانِ جنگ میں بہادیں گے۔

بہر حال کئی سال اس معاملے پر دونوں ملکوں میں مذاکرات ہوتے رہے، آخر الامر عالمی بینک کی ثالثی میں ستمبر 1960ء کو کراچی میں صدر ایوب اور پنڈت نہرو نے ایک معاہدے پر دستخط کئے، اس معاہدہ میں پانی کی تقسیم کا ایک منصوبہ طے پایا، جس کی لاگت کا تخمینہ 1070 ملین ڈالر تھا جن میں سے پونے نوسو ملین ڈالر پاکستان میں نہری نظام پر خرچ ہونے تھے، اس معاہدے کے تحت ستلج، بیاس اور راوی کا پانی ہندوستان اور چناب، جہلم، سندھ کا پانی پاکستان کے حصہ میں آیا، تین مشرقی دریاؤں کے پانی سے محرومی کے ازالہ کے لئے یہ نہری نظام تجویز ہوا تھا جس کے تحت دس سے پندرہ سال کے عرصہ میں پاکستان میں ڈیموں اور نہروں کا نظام قائم کیا جانا طے ہوا، اس منصوبے کے تحت مقررہ عرصہ میں یہ ڈیم بنے، منگلا ڈیم (دریائے جہلم پر) تربیلا ڈیم (دریائے سندھ پر) میلسی سائفن (دریائے ستلج پر) پانچ بیراج، جو جہلم (رسول بیراج)، سندھ (گدو بیراج)، چناب (مرالہ بیراج اور وزیرآباد بیراج) راوی اور ستلج پر بنے۔

سات رابطہ نہریں (لنک کینال) نکالی گئیں جن میں چشمہ جوار لنک، تونسہ پنجند لنک، رسول قادرآباد لنک، قادرآباد بلوکی لنک، تریموں سدھنائی لنک، سدھنائی میلسی بھلوال لنک، بلوکی سلیمانکی لنک شامل ہیں۔

کرتا ہے، [۱] اور ایک دریا کے فاضل پانی کو دوسرے دریا میں پہنچاتا ہے دنیا کا ایک مثالی نہری نظام شمار ہوتا ہے۔

یہاں شیر گڑھ پتن کا بڑا دلکش منظر ہے جہاں نہر دریا سے ملتی ہے اس سے کچھ پیچھے آہنی گیٹ (Spill Way) بنے ہوئے ہیں تاکہ جب ضرورت ہو پانی کھولا یا بند کیا جاسکے اور آگے مرحلہ وار پانی کے حوض نما ذخیرے اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں تاکہ پانی ایک تدریج کے ساتھ نیچے جائے۔

یہاں مچھلی کا شکار بھی کیا جاتا ہے، شائد اجازت نامہ لے کر شکار کرتے ہوں گے۔ کچھ شوقین یہاں مصروفِ شکار تھے، آگ کے الاؤ روشن کر رکھے تھے، شکاریوں کی ہانڈیاں بھی چولہوں پر چڑھی ہوئی تھے اور شکار کے کنڈے پانی میں ڈال رکھے تھے کہ ادھر مچھلی ماہی بے آب بن کر تڑپنے لگے تو ادھر آلات جراحی سے اس کا پوسٹ مارٹم ہو، پھر کھولتے تیل میں اسے غوطہ زن کیا جائے اور ایک ''وکھرے ٹائپ'' کی تیراکی اسے سکھائی جاسکے جو اتنے بڑے دریا میں مدت العمر بھی وہ نہ سیکھ پائی ہوں گی۔

مچھلیوں کا ایک تصوراتی مکالمہ

شیر گڑھ پتن کے اس دلفریب منظر میں مچھلیوں کے شکار کے مرحلے نے مجھے کھڑے کھڑے ایک مراقبے سے گزار دیا، صوفیاء والا مراقبہ کہ ہم ہوئے جو صوفیاء کرام کے بدنام کنندہ، تصور کی سکرین پر ایک دستاویزی فلم (Documentary) یوں نشر ہوئی۔

شکار کے کُنڈے میں کینچوے وغیرہ لحمیات تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے ہیں، کنڈے کا نوکیلا سرا گوشت کے اندر ڈوبا اور چھپا ہوا ہے، کنڈے ڈوریوں سے بندھے، پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں، آس پاس مچھلیوں کے غول کے غول تیر رہے ہیں، آجا رہے ہیں۔ اور جشن منا رہے ہیں، گوشت، کینچوؤں کی مسحور کن خوشبو نے ان کی مشامِ جاں کو معطر کر رکھا ہے، اپنی مرغوب خوراک ہاتھ لگنے اور اس کے کھانے کے تصور سے ہی ان پر بے طرح کی مستی چھائی ہوئی ہے، ماحول کی خوش گواری نے ان پر وجد طاری کر رکھا ہے۔ زندگی ان کو

[۱] دوآبہ دو دریاؤں کی درمیانی زمین یا علاقے کو کہتے ہیں، پنجاب میں چونکہ پانچ دریا بہتے ہیں اس لئے یہاں پانچ دوآبے بنتے ہیں، پہلے پہل غالباً مغل اعظم اکبر نے پنجاب کو ان پانچ دوآبوں میں تقسیم اور مخصوص ناموں سے موسوم کیا تھا جو کہ یہ ہیں، (۱) جالندھر دوآبہ، یعنی ستلج اور بیاس کا درمیانی علاقہ، (۲) باری دوآبہ، بیاس اور راوی کا درمیانی علاقہ (۳) رچنا دوآبہ، راوی اور چناب کے درمیان کا علاقہ (۴) چج دوآبہ، چناب اور جہلم کے درمیان کا علاقہ (۵) سندھ ساگر دوآبہ، جہلم اور سندھ کے درمیان کا علاقہ، یعنی خطہ پوٹھوار (دیکھئے آئین اکبری، شیخ ابوالفضل علاّمی، مترجم اردو، دائرۃ المعارف اردو مادہ پنجاب، ج ۵ ص ۶۴۹)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بڑی حسین لگ رہی ہے، وہ زندگی کے حسن کا خوب لطف اٹھا رہے ہیں۔
ایسے میں ایک صوفی مچھلی حسنِ فانی کے ان متوالے اپنے ابنائے جنسوں کے بزمِ عیش میں آن وارد ہوتی ہے۔ گیان دھیان کے اثرات اور عرفانِ حقیقت کا نور اس کے چہرے بشرے سے نمایاں ہے، صاحبِ نظر ہے، اس کی نگاہِ بصیرت حقیقت بین ہے جو حسن فانی کے اوٹ میں اور سامانِ عیش کے پسِ پردہ چھپی حقیقت کو بھانپتی اور تاڑتی ہے، اور اپنی ہم جولیوں اور ہم جنسوں کے لئے ''نذیرِ عریاں'' بن کر یوں خطاب کرتی ہے۔

صوفیہ مچھلی خانم کا فکر انگیز خطاب

عزیزان گرامی قدر! ابنائے جنسِ من! اے اُس جنس کے جواں سال سپوتو! جن کی کوکھ اور جوفِ بطن ''ذوالنون'' جیسے مقدس پیغمبر حضرت یونس کی جائے پناہ اور مقامِ معراج بنی، اے خدا کی اُس مقدس امانت کو ایک عرصے تک اٹھانے اور سنبھالنے کے شرف سے مشرف ہم جولیو! یہ میں کس غفلت اور دھوکے میں تمہیں مبتلا دیکھ رہی ہوں، کتنا بڑا خطرہ اور ہلاکت کی گھاٹی تمہیں درپیش ہے،

ایں چہ شور است کہ در دورِ فلک می بینم
ہمہ آفاق پُر زفتنہ و شری بینم

عین تمہارے اس دلفریب ماحول کے بغل اور پہلو میں تمہارے جل بھن جانے، تکہ بوٹی ایک کردیئے جانے اور ہڈی پسلی توڑ پھوڑ دینے کے سامان فراہم ہیں لیکن تم ہو کہ چند لقموں اور مرغن غذاؤں کے رنگ و بو اور ذائقے پر ریجھ گئے، یقین جانو کہ یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے۔

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل — یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

مجھے اپنے مکاشفے میں دکھایا گیا ہے کہ حسن ظاہر کے اس پردے کے پیچھے اور کینچوؤں کی دراز رسی کے دوسرے سرے پر دو ہاتھ ہیں۔ دو پاؤں ہیں، ہر ہاتھ اور پاؤں میں پانچ پانچ انگلیاں ہیں، ان انگلیوں کے سروں پر برچھی نما ناخونے ہیں، ایسے ناخن خدا گنجے کو بھی نہ دے (ورنہ اپنے گنجینۂ اسرار کو ادھیڑ ڈالے) اور ان ہاتھوں میں چھریاں، چاقو اور ٹوکے ہیں اور منہ ہیں جن میں بتیس دانت ہیں کچھ تیر و خنجر کی طرح نوکیلے کچھ چکی کی طرح پیسنے والے، وہاں انگیٹھیاں اور آگ کے الاؤ بھی ہیں جن میں آگ شعلہ زن ہے، جس پر کڑاہے چڑھا دیئے گئے ہیں ان میں کھولتا ہوا تیل ہے اور انواع واقسام کے مرچ مسالے

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہیں، اور آگ کے آس پاس بھوکے لوگ ہیں جن کے جبڑے اور معدے تمہارے تکہ کباب چبانے، نگلنے اور ڈکارنے کے لئے بے چین ہیں۔ عزیزانِ من! آگے درپیش خطرے سے چوکنّے ہو جاؤ، زندگی کی قدر کرو۔ ہلاکت کی وادیوں میں نہ گھسو، کینچوؤں کے قریب نہ جاؤ۔

مچھلیوں کا دو گروہوں میں بٹ جانا

صوفیہ خانم کا حقیقت افروز اور عبرت انگیز خطاب سن کر کئی مچھلیوں کے پِتّے پانی ہو گئے، وہ غفلت اور سرمستی کے خول سے نکل آئیں، کینچوؤں کی عیاشی سے توبہ کر لی اور غفلت شعاروں کی اس مجلس سے الگ ہو گئیں۔

روشن خیال مچھلیوں کا ردِعمل

لیکن کئی ''روشن خیال'' اور ''سیکولر'' مچھلیوں نے آوازے کسنے شروع کر دیئے، صوفیہ کو لتاڑنا شروع کر دیا، وہ لعنت ملامت، طعن و تشنیع اور طنز و تنقید کے نشتر چلانے لگیں، اس صوفیہ کو بھگاؤ، اسے ہم سے الگ کرو، یہ دقیانوس ہے، بیک ورڈ (Backward) ہے، یہ اپنی قوم کو ترقی (عیّاشی) نہیں کرنے دیتی، یہ رنگ میں بھنگ ڈالنے آئی ہے، یہ کوئی ٹھیکیدار ہے، اسے آخر پریشانی کیا ہے؟ ع

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تُو

کہاں ہیں ٹوکے، کہاں ہیں کڑاہے، کہاں ہیں نوکیلے اور چمکی نما دانت، کہاں ہیں چھری چاقو، کہاں ہیں آگ کے الاؤ اور کھولتے ہوئے تیل؟ نظر کیوں نہیں آتے، دکھائی کیوں نہیں دیتے، یہ پرانے زمانے کی گپاوٹیں ہمیں سنانے آئی ہے، یہ ہمیں خوش عیش نہیں دیکھنا چاہتی، مرغوب غذا کھاتے ہمیں دیکھ نہیں سکتی، اس کے بعد یہ مچھلیاں، کینچوؤں اور کیڑے مکوڑوں پر ٹوٹ پڑیں۔

ڈراپ سین

تھوڑی دیر بعد یہ مچھلیاں پانی کے جہاں سے دوسرے جہان میں یعنی دریا کنارے، ریتلے میدان میں منتقل کی جا چکی تھیں اور ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھیں، ان کے پہلوؤں میں آگ کے الاؤ بھی تھے، اُبلتے تیل کے کڑاہے بھی اور لونڈے لپاڑے، مچھیرے ہاتھوں میں چھریاں ٹوکے اٹھائے بتیسی نکال کر مسکرا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ ماجرا دیکھنے کا ہمارے پاس وقت نہیں تھا کیونکہ عصر قریب تھی، سورہ عصر میری زبان پر تھی اور چودھری شاہد صاحب کے ڈیرے پر ہماری دعوت تھی

Idara Ghufran

جہاں مچھلیوں کی مختلف ڈشیں بھی باقی دیسی کھانوں کے ساتھ فراہم تھیں۔

مچھلی کی ڈشیں ہم سب کو بہت پسند آئیں کہ دریائے جہلم کے کنارے اس سے بڑی سوغات اور کیا ہو سکتی ہے۔

(مولوی اسمٰعیل میرٹھی مرحوم کی روح سے معذرت کے ساتھ)

رب کا شکر ادا کر بھائی

جس نے پیاری ماہی بنائی

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین　　مولانا غلام بلال

قبر جزا وسزا کی پہلی منزل

توحید ورسالت کے بعد اسلام کا تیسرا بنیادی اور اہم عقیدہ ''آخرت'' ہے، اور آخرت کے بارے میں تمام انبیائے علیہم الصلاۃ والسلام کی تعلیمات ہمیشہ سے ایک جیسی ہی رہی ہیں، جن کا سادہ سا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا ایک دار العمل ہے، اور یہاں اللہ نے ہمیں ہماری آزمائش کے لیے بھیجا ہے کہ کون اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاکر، ان کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرتا ہے، اور انسانی تخلیق کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے۔

جس طرح اللہ نے ہمیں اس دنیا میں پیدا فرمایا، اسی طرح وہ ہمیں ہماری موت کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا، جہاں ہمیں اللہ کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہوگی، اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر وثواب دیا جائے گا۔

لیکن اس مرحلہ تک پہنچنے کے لئے ہمیں پہلے ایک اور مرحلہ سے بھی گزرنا ہے، جو کہ قبر (برزخ) کا مرحلہ ہے، اور قبر کا یہ مرحلہ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ

(ترمذی، رقم الحدیث ۲۳۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر بندہ اس سے (یعنی قبر کے مراحل سے) نجات پاگیا، تو اس کے بعد کے مراحل اس سے زیادہ آسان ہیں، اور اور اگر اس (مرحلہ) سے نجات نہ پاسکا، تو اس کے بعد (کے مراحل) اس سے زیادہ سخت (اور کھٹن) ہیں (ترمذی)

معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد ہر انسان کو قبر کے مختلف مراحل سے گزرنا ہے، جس میں ہر انسان سے اس کے اعمال کے متعلق محاسبہ ہونا ہے، خواہ اسے قبر میں دفن کیا جائے یا نہیں، اسے درندے کھا جائیں یا پھر آگ

Idara Ghufran

میں جلا کر، اس کی راکھ ہوا میں اُڑادی جائے، یا وہ پانی میں ڈوب کر مرجائے، بہرصورت انسان سے، اس کے اعمال کے متعلق محاسبہ ہونا ہی ہے، پھر اگر یہ شخص ایماندار ہوا، تو اسے ان مراحل میں کامیابی اور ثابت قدمی نصیب ہوگی، اور اگر یہ کافر (یا فاسق وفاجر) شخص ہوا، تو اسے قبر میں قطعاً ثابت قدمی نصیب نہیں ہوگی۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَۃِ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظَّالِمِینَ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ (سورۃ ابراھیم، رقم الآیۃ ۲۷)

ترجمہ: مضبوط (اور ثابت قدم) رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات کے ساتھ، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی، اور گمراہ کردیتا ہے اللہ ظالمین کو اور اللہ جو چاہے کرتا ہے (ابراہیم)

تمام مفسرین، محدثین اور علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس آیت کی یہی تفسیر منقول ہے۔

چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ایک مرتبہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازنے کے لئے نکلے، پس جب قبر کے پاس پہنچے (تو دیکھا کہ) لحد ابھی تیار نہیں ہوئی تھی، (اس لئے) رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے، اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، اور پرندے ہمارے سروں پر منڈلا رہے تھے، اور آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ ﷺ زمین کو کرید رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ اللہ سے پناہ (و حفاظت) طلب کرو قبر کے عذاب سے، (ایسا) آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا۔

پھر فرمایا کہ جب مومن بندہ کا دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کے سفر پر جانے کا وقت قریب آتا ہے، تو اس کے پاس آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے آتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے سورج کی مانند چمکدار ہوتے ہیں، اور ان کے پاس (اس مومن شخص کے لئے) جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن، اور جنت کی حنوط (ایک خاص خوشبو کا نام) میں سے ایک

Idara Ghufran

حنوط ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ تاحدِ نگاہ (اس کے سامنے) بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت فرشتہ آتا ہے، یہاں تک کہ وہ بھی اس (مومن شخص) کے سرہانہ بیٹھ جاتا ہے، پس یہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے پاک وصاف (یعنی پاکیزہ) نفس! اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا وخوشنودی کی طرف نکل، فرمایا کہ پھر اس کی روح اس سے بہہ کر ایسے نکلتی ہے، جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے، پس ملک الموت اس کو لے لیتا ہے، اور دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار کے برابر اس روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں رہنے نہیں دیتے، بلکہ ان سے لے کر (جنت سے لائے ہوئے) اس کفن میں لپیٹ دیتے ہیں، اور اس پر یہ حنوط بھی مَل دیتے ہیں، اور اس مومن شخص کے جسم سے مشک کے ایک خوشگوار جھونکے جیسی خوشبو آتی ہے، جو زمین پر (بآسانی) محسوس کی جاسکے۔

پھر فرمایا کہ فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں، اور ان کا گزر فرشتوں کے جس گروہ سے بھی ہوتا ہے، وہ گروہ (ان سے لازمی یہ) پوچھتا ہے کہ یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ فرشتے جواب میں اس کا وہ (اچھا) اور بہترین نام بتاتے ہیں، جس سے لوگ اسے دنیا میں پکارتے تھے، یہاں تک کہ وہ آسمانِ دنیا (یعنی پہلا آسمان) تک پہنچ جاتے ہیں، پھر یہ فرشتے اس (مومن شخص) کے لئے (آسمان کے) دروازے کھلواتے ہیں، پس دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر ہر آسمان کے فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہوئے ہوئے، اگلے آسمان تک اسے چھوڑ کر آتے ہیں، یہاں تک کہ اس روح کو ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا ہے، پھر (اس کے بعد) اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے (اس بندہ) کا نامۂ اعمال ''علیین'' میں لکھ دو، اور اس کو زمین کی طرف واپس لوٹادو، پس بے شک میں نے اپنے بندوں کو زمین کی مٹی سے ہی پیدا کیا، اور اسی میں ان کو واپس لوٹاؤں گا، اور اسی سے دوبارہ ان کو نکالوں گا، چنانچہ اس کی روح جسم میں واپس لوٹادی جاتی ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کون شخص ہے جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ یہ اللہ کے رسول صلی

Idara Ghufran

اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا علم کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، پس میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، اس پر آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، پس اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دو، اور اسے جنت کا لباس پہنا دو، اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتیں ہیں اور تاحد نگاہ اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے، (پھر) فرمایا کہ (اس کے بعد) اس کے پاس خوبصورت چہرہ والا، خوبصورت لباس اور عمدہ خوشبو والا ایک شخص آتا ہے، پس وہ (اس سے) کہتا ہے کہ تمہیں خوشخبری مبارک ہو، یہ وہی دن ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا تھا، پس یہ (مومن شخص) اس سے پوچھتا ہے کہ کہ تم کون ہو؟ تمہارا تو چہرہ ہی خیر کا پتہ دیتا ہے، وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں، اس پر وہ (مومن شخص) کہتا ہے کہ اے میرے رب! قیامت بھی قائم کر دیجئے، تاکہ میں اپنے گھر اور اپنے مال کی طرف واپس لوٹ جاؤں۔

(پھر) فرمایا کہ جب کسی کافر شخص کے دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کے سفر پر جانے کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے آتے ہیں، اور ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں، پس وہ اس کے سامنے تاحدِ نگاہ بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت فرشتہ اس کے پاس آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے، پس یہ (ملک الموت فرشتہ) کہتا ہے کہ اے ناپاک و بری جان! اللہ کی ناراضگی اور اس کے غصہ کی طرف نکل، (پھر) فرمایا کہ (یہ سن کر) اس کی روح جسم میں دوڑنے لگتی ہے، پھر ملک الموت اسے (یعنی اس روح کو) جسم سے اس طرح کھینچتے ہیں، جیسی گیلی اون سے سیخ کھینچی جاتی ہے، اور اسے پکڑ لیتے ہیں، اور دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار کے برابر اس کو روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں رہنے نہیں دیتے، بلکہ ان سے لے کر اس ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اور اس روح سے کسی مردار کے جیسی بدبو جیسا جھونکا آتا ہے، جو کہ زمین پر (بآسانی) محسوس کیا جا سکے، پھر وہ اس (روح کو) لے کر اوپر چڑھتے ہیں، پس فرشتوں کے جس گروہ سے بھی ان کا گزر ہوتا ہے، تو وہ گروہ (ان سے لازمی) یہ پوچھتا ہے کہ یہ بری روح کیسی ہے؟ فرشتے جواب میں اس کا وہ برا نام بتاتے ہیں،

Idara Ghufran

جس سے لوگ اسے دنیا میں پکارتے تھے، یہاں تک کہ وہ آسمانِ دنیا (یعنی پہلا آسمان) تک پہنچ جاتے ہیں، فرشتے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں، لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ'' کہ ''نہ ہی ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے، اور اور نہ یہ جنت میں داخل ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہوجائے'' پھر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال ''سجین'' میں سے نچلی زمین میں لکھ دو، پھر اس کی روح کو (وہاں سے نیچے کی طرف) پھینک دیا جاتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ'' کہ ''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، وہ گویا کہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لیں، یا ہوا اسے دور دراز کی جگہ میں (لے جا کر) پھینک ڈالے'' پھر اس (کافر شخص کی) روح جسم میں واپس لوٹا دی جاتی ہے، اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اور وہ اسے بٹھاتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا، پھر یہ (فرشتے) پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ (پھر یہی جواب دیتا ہے کہ) ہائے افسوس میں نہیں جانتا، پھر یہ (فرشتے پوچھتے ہیں کہ وہ کون شخص تھا جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا؟ وہ (پھر یہی جواب دیتا ہے کہ) ہائے افسوس میں نہیں جانتا، اس پر آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو، اور اس کے لئے آگ (جہنم) کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ وہاں کی گرمی اور اس کی تپش اس کو پہنچنے لگتی ہے، اور اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، پھر اس کے پاس ایک بدصورت آدمی گندے کپڑے پہن کر آتا ہے جس سے بدبو آرہی ہوتی ہے، پس (یہ شخص) اس سے کہتا ہے کہ تجھے خوشخبری مبارک ہو، یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا، چنانچہ وہ پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تیرے تو چہرے سے ہی سے شر کی خبر معلوم ہوتی ہے، پس وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں تیرا گندہ عمل ہوں، تو یہ (کافر

Idara Ghufran

شخص) کہتا ہے کہ اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا۔

اور ابوداود کی ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ:

پھر اس پر ایک ایسے فرشتے کو مسلط کر دیا جاتا ہے جو کہ گونگا، بہرا اور اندھا ہوتا ہے، اس کے ہاتھ میں اتنا بڑا گرز ہوتا ہے کہ اگر کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ پہاڑ مٹی ہو جائے، اور وہ اس گرز سے اس (کافر شخص کو) ایک ضرب لگاتا ہے، جس سے وہ ریزہ ریزہ جاتا ہے، پھر اللہ اسے پہلے والی حالت پر لوٹا دیتا ہے پھر وہ اسے ایک اور ضرب لگاتا ہے جس سے وہ اتنی زور سے چیخ مارتا ہے کہ جن وانس کے علاوہ ساری مخلوق اسے سنتی ہے (مسند احمد، ابوداؤد) [1]

معلوم ہوا کہ قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ اور جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا بنانے میں انسان کے اعمال کو ہی دخل ہے۔

اور مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں ان سوالات کے جوابات سے ہی کامیابی حاصل ہوگی، اور عذابِ قبر سے نجات ملے گی، اور یہ صحیح جوابات اسی شخص کو نصیب ہوں گے کہ جس نے دنیاوی زندگی میں اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالا ہوگا، اور دین واسلام کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل پیرا ہوا ہوگا، اور اگر عمل اس کے برخلاف ہوا، تو ایسی صورت تنگی وسختی اور کھٹن مراحل سے گزرنا ہوگا، اور بروزِ قیامت اللہ تبارک وتعالی کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہوگی۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبحِ دوامِ زندگی

اللہ تعالیٰ ہم سب اپنے احکامات پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

[1] عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ.........وَلَمَّا يُلْحَدُ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ ": اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، "، ثُمَّ قَالَ ": إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ......الخ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۵۳۴، و سنن ابی داود، رقم الحديث ۴۷۵۳)

قال شعيب الارنووط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد و سنن ابی داود)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الاول: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الاول ۶۰۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ایوب حربی فلاح بقلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۲۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۰۳ھ: میں حضرت ابوالمحاسن محمد بن کامل بن احمد بن اسد تنوخی معری دمشقی تنوخی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۲۵)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۰۴ھ: میں حضرت نعمہ بنت علی بن یحییٰ بن علی بن طراح رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۳۵)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۰۷ھ: میں حضرت ابوعمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی جماعیلی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۰۹ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن مبارک بن محمد بن یحییٰ بن زبیدی بغدادی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۱۶ ۳)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۱۰ھ: میں فخر الدین اسماعیل بن علی بن حسین ازجی مامونی حنبلی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۱۲ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن سلیمان بن داؤد بن حوط اللہ انصاری حارثی اندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۴۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۱۸ھ: میں حضرت ابوروح حافظ الدین عبدالمعز بن محمد بن ابی الفضل بن احمد بن اسعد بن صاعد ساعدی خراسانی ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۱۱۵)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۲۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ اندلسی انصاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۵۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۲۲ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابی الکرم نصر بن مبارک واسطی بغدادی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۴۸)

Idara Ghufran

□......ماہِ ربیع الاول ۶۲۳ھ: میں حضرت جمال الدین یونس بن بدران بن فیروز بن صاعد بن عالی قرشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۵۸)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۲۶ھ: میں حضرت ابو محمد عبدالرحمٰن بن عتیق بن عبدالعزیز بن علی بن صیلا حربی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۳۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۲۸ھ: میں حضرت قاضی ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک بن یحییٰ بن ابراہیم حمیری کتامی مغربی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۰۷)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۳۰ھ: میں حضرت ابوالعزائم ہمام بن رجی اللہ بن سرایا بن فتوح عسقلانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۶۱)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۳۱ھ: میں حضرت ابو یحییٰ زکریا بن علی بن حسان بن علی بن حسین بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۶۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۳۳ھ: میں حضرت ابوالخطاب عمر بن حسن بن علی بن جمیل کلبی دانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۹۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۳۴ھ: میں سلطان غیاث الدین بن سلطان ملک ظاہر بن سلطان صلاح الدین کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۰۳)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۳۷ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن مفرح اشبیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۵۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۴۲ھ: میں حضرت ابوالمنصور ظافر بن طاہر بن ظافر بن اسماعیل اسکندرانی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۱۱۶)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۴۳ھ: میں حضرت منتخب الدین بن ابی العز بن رشید ہمذانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۲۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۴۵ھ: میں حضرت شرف الدین یعقوب بن محمد بن حسن بن عیسیٰ کردی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۳۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۴۹ھ: میں حضرت جمال الدین محمد بن محمد بن ابی علی بن ابی سعد بن عمرون حلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۵۱)

Idara Ghufran

علم کے مینار — امام مالک رحمہ اللہ (قسط۱) — مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام مالک رحمہ اللہ کا اجمالی تعارف

امام مالک بن انس رحمہ اللہ امتِ مسلمہ کے بڑے محدث، فقیہ اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ائمۂ اربعہ میں سے ایک ہیں۔

اسلامی فقہ میں امام مالک رحمہ اللہ کا ایک مستقل فقہ ہے، جو دنیائے اسلام میں کئی علاقوں میں پھیلا، اور اس وقت بھی اس فقہ کے پیروکاروں کی کثیر تعداد موجود ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کو حدیثِ نبوی کے علم میں قوتِ حافظہ ورسوخ، صبر، پاکدامنی، ہیبت، وقار اور اچھے اخلاق کی وجہ سے خوب شہرت حاصل ہوئی، اور آپ کی بہت سے جلیلُ القدر علماء وفقہاء نے تعریف فرمائی۔

حدیثِ نبوی میں آپ کی جمع کردہ احادیث کے نسخے کو موطاء مالک کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کا شمار علمِ حدیث کی ابتدائی کتابوں میں ہوتا ہے۔

ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کتابُ اللہ کے بعد موطاء مالک سے زیادہ درست کتاب نہیں ہے۔ [۱]

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں شریعت کے بنیادی مآخذ یعنی قرآن کریم، سنتِ رسولُ اللہ، اجماع اور اہلِ مدینہ کے عمل پر اعتماد فرمایا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کی ولادت مدینہ منورہ میں سنہ۹۳ھ میں ہوئی، اور آپ نے ایسے گھرانے میں پرورش پائی جن کو علمِ حدیث سے خاص تعلق تھا، اور صحابہ اور اُن کے فتاویٰ سے خوب واقفیت حاصل تھی۔

آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا تھا، پھر آپ حدیثِ نبوی کی طرف متوجہ ہوئے، اور حدیثِ نبوی اور اسلامی فقہ کا علم حاصل کیا، آپ نے مدینہ منورہ کے فقیہ ابنِ ہرمز کے پاس سات سال رہ کر علم

---

[۱] لربیع بن سلیمان یقول سمعت الشافعی یقول ما بعد کتاب اللہ تعالی کتاب أکثر صوابا من موطأ مالک (حلیۃ الاولیاء، ج۶، ص ۳۲۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سیکھا، ان کے علاوہ آپ نے کئی جلیلُ القدر تابعین سے بھی علم حاصل کیا، جن میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد، حضرت نافع قابلِ ذکر ہیں، اسی طرح آپ نے ابنِ شہاب زہری سے بھی علم حاصل کیا۔

حدیث اور فقہ میں کمال حاصل کرنے اور کئی مشائخ سے درس دینے کی اجازت حاصل ہونے کے بعد آپ نے مسجدِ نبوی میں درس اور فتویٰ دینے کے لئے نشست قائم فرمائی۔

آپ کے درس میں وقار اور حدیثِ نبوی کا احترام خاص طور پر نظر آتا تھا۔

آپ فتویٰ دینے میں خطاء اور لغزش کے ہونے سے بہت احتیاط فرماتے تھے، چنانچہ آپ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اکثر یہ فرمادیتے تھے کہ **لَا اَدْرِیْ**، ''مجھے علم نہیں''

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں انسان ہوں، خطا بھی کرتا ہوں، اور درستگی بھی، لہٰذا میری رائے میں غور کرلیا کرو، اور جو کچھ کتابُ اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق پاؤ، اسے لے لیا کرو، اور جو کتابُ اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ پاؤ، اسے چھوڑ دیا کرو۔

آپ کا انتقال ۱۷۹ھ میں ہوا، روایت ہے کہ آپ بارہ دن بیمار رہے، اور پھر آپ کا انتقال ہوگیا، آپ کا جنازہ مدینہ کے امیر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم نے پڑھایا، اور آپ کو بقیع قبرستان میں دفن کیا گیا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ سے عمر میں تیرہ سال بڑے تھے، انہوں نے امام مالک کو اُن کے بچپن میں دیکھا تھا، ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے عرض کیا گیا کہ مدینہ کے بچوں کو آپ نے کیسا پایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی کو کوئی مقام اور مرتبہ حاصل ہوگا، تو وہ سُرخی مائل گورا ہوگا، یعنی مالک۔

اور ایک روایت میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے مدینہ میں علم کو بکھرا ہوا دیکھا، تو اگر کوئی اس علم کو جمع کرے گا، تو یہی سُرخی مائل گورا لڑکا ہوگا۔

ابنِ غانم کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات امام مالک سے عرض کی، تو انہوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سچ فرمایا۔ [1]

---

[1] وقیل لأبی حنیفة :کیف رأیت غلمان المدینة؟ قال :إن نجب منهم فالأشقر الأزرق. یعنی مالکاً.
وفی روایة رأیت بها علماً مبثوثاً فإن یجمعه أحد فالغلام الأبیض والأحمر.
قال ابن غانم :فذکرت ذلک لمالک، فقال :صدق (ترتیب المدارک وتقریب المسالک، ج۱، ص۱۴۷)

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط۱۰) مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی داخلی پالیسی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری حاصل کرنے کے بعد محکمہ داخلہ وخارجہ کی بنیاد رکھی، اور چند صحابہ کی معیت میں اس محکمہ کو فعال بنایا، چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بیتُ المال کا ذمہ دار بنایا، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قضاء کا عہدہ مرحمت فرمایا، اور خود بھی محکمہ قضاء کی پوری طرح نگرانی کی اور اس میں بنفسِ نفیس فیصلوں کی جانچ پڑتال کی، اور حضرت زید بن ثابت کو اپنا کاتب مقرر فرمایا، اور کبھی صحابہ میں سے موجود دوسرے حضرات مثلاً حضرت عثمان بن عفان یا حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہم بھی یہ کام کرلیا کرتے تھے۔

مختلف علاقوں میں گورنروں کی تقرری

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں میں بھی اپنے گورنر مقرر فرمائے، اس سلسلہ میں آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھا، اور گورنروں کی تقرری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے ہی کی اتباع کی۔

اسی وجہ سے آپ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت جو عمال جس ذمہ داری اور عہدے پر مقرر تھے، اُنہیں سابقہ عہدوں اور ذمہ داریوں پر ہی برقرار رکھا، اور کسی ایک گورنر کو بھی اس کے منصب سے معزول نہیں کیا، سوائے اس کے کہ اس عہدہ دار کے لئے اس منصب سے زیادہ اہم منصب میں تقرری کی ضرورت پیش آ گئی ہو، اور وہ عہدہ دار اس نئے منصب کے لئے راضی بھی ہو، جیسا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ کے گورنروں کی ذمہ داریوں میں سب سے اہم ذمہ داری نماز کا قیام، اور لوگوں کی امامت کرنا، اور جہاد کرنا، اور مفتوحہ علاقوں میں نظم وضبط قائم کرنا، اور ان مفتوحہ علاقوں میں قاضیوں اور عاملوں کو مقرر کرنا، اور خلیفہ کے حق میں بیعت لینا تھا۔

Idara Ghufran

ان کے علاوہ بعض دیگر اُمور میں سے مالی معاملات میں زکاۃ اور جزیہ کا لینا، حدود اور شرعی سزائیں قائم کرنا، اور امن وامان قائم کرنا، اور لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے ادارے قائم کرنا، اور اسلام کی نشر واشاعت کا انتظام قائم کرنا بھی ان گورنروں کی ذمہ داریوں میں داخل تھا۔

ان گورنروں میں سے اکثر گورنر اور ذمہ دار حضرات مساجد میں ہی بیٹھ کر اپنے فرائض انجام دیتے تھے، اور ساتھ ہی لوگوں کو قرآن اور اسلامی احکام کی تعلیم دیتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اسلامی حکومت کے چند مشہور گورنروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

خلافتِ اسلامیہ کے دار الحکومت مدینہ منورہ میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود موجود تھے۔ مکہ مکرمہ کے امیر عتاب بن اسید اموی قرشی صحابی تھے، جنہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والی ونگران بنایا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس عہدہ اور منصب پر برقرار رکھا۔ طائف کے امیر عثمان بن ابوعاص ثقفی صحابی تھے، انہیں بھی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والی مقرر فرمایا تھا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اسی منصب پر برقرار رکھا۔ صنعاء کے امیر مہاجر بن ابوامیہ مخزومی قرشی صحابی تھے، انہیں بھی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والی مقرر فرمایا تھا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اسی منصب پر برقرار رکھا۔ حضرموت کے امیر زیاد بن لبید خزرجی صحابی تھے۔ مقامِ زبید اور رقع کے امیر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ خولان کے امیر یعلیٰ بن ابوامیہ صحابی تھے۔ جند کے امیر جریر بن عبداللہ بجلی صحابی تھے۔ جرش کے امیر عبداللہ بن ثور غوثی تھے۔ بحرین کے امیر علاء بن حضرمی صحابی تھے۔ عراق اور شام کے امیر وہی ہوتے تھے، جو جند کے امیر تھے۔ عُمان کے امیر حذیفہ بن محصن قلعانی تھے۔ یمامہ کے امیر سلیط بن قیس خزرجی تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہی اپنی خلافت کی بنیاد رکھی، یہاں تک کہ شام کی طرف لشکر کشی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر کردہ سپہ سالار حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ہی برقرار رکھا، جبکہ اُس لشکر میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بڑی عمر کے صحابہ بھی موجود تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اصل حکمتِ عملی اتباعِ سنت ہی تھی۔

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب

پیارے بچو! آج ہم آپ کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب سُناتے ہیں۔

ایک دن پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فجر کی نماز پڑھائی، اور صحابہ سے فرمایا کہ:

میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک صاف زمین یا برابر (اور ہموار) زمین کی طرف لے گئے، پھر وہ مجھے ایک آدمی کے قریب سے لے کر گزرے کہ جس کے سَر کے قریب ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا (جیسے دانت نکالنے والی لوہے کی چیز ہو) کھڑا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں وہ زنبور ڈال کر ایک طرف سے اس کا جبڑا (اور گال) چیر کر گدّی (یعنی گردن کے پیچھے) تک پہنچ جاتا تھا اور پھر اس زنبور کو نکال لیتا تھا، اور پھر دوسرے جبڑے کو بھی اسی طرح چیر کر گدی تک پہنچ جاتا تھا، اتنے میں پہلا جبڑا صحیح ہوجاتا تھا اور وہ پھر اُس کے ساتھ اسی طرح کرتا تھا (یہ عذاب اور تکلیف کا عمل مسلسل جاری تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن آدمیوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! جس شخص کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی باتیں کہتا تھا، اور لوگ اس کے جھوٹ کو دنیا جہان میں پھیلاتے تھے، تو اُس آدمی کے ساتھ قیامت تک یہی کچھ (یعنی عذاب کا معاملہ) ہوتا رہے گا، جو آپ نے دیکھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ (قیامت کے بعد) اُس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا (مسند احمد؛ بخاری)

پیارے بچو! ویسے تو جھوٹ بولنا ہی گناہ ہے، اور جھوٹ کو پھیلانا اور بھی سخت گناہ ہے، کیونکہ جب جھوٹ پھیلتا ہے، تو اس کو بہت سے لوگ سُنتے اور ہیں، اس لئے جھوٹ پھیلانے میں جھوٹ کا گناہ اور بھی سخت ہوجاتا ہے۔ پیارے بچو! جھوٹ بولنا اتنی بُری بات ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ (سورہ آل عمران، آیت نمبر ۶۱)

یعنی ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو''

اس لئے ہمیں چاہئے کہ جھوٹ بولنے کے جتنے بھی موقعے ہوں، اُن میں جھوٹ بولنے سے بچیں، کیونکہ جھوٹ بولنے والوں کو اللہ تعالیٰ سخت سزا دیں گے۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط۱)

معزز خواتین! قرآن مجید میں گذشتہ امتوں کے بہت سے واقعات اور حالات ذکر کیے گئے ہیں جن کے ذکر کرنے کا مقصد ان سے لطف اندوزی نہیں بلکہ عبرت آموزی ہے، قرآن مجید میں گزشتہ امتوں کے واقعات میں جس طرح مردوں کا ذکر ہے اسی طرح خواتین کا بھی ذکر ہے، کچھ خواتین کا ذکر اچھائی اور ان کے نیک کردار کی بنیاد پر ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس امت کی خواتین بھی ان جیسی سیرت اور اعمال اختیار کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں اور کچھ خواتین کا ذکر برائی اور بدسیرتی کی بنیاد پر کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس امت کی خواتین اس طرح کے اعمال اختیار کرنے سے بچیں اور ان کے نقشِ قدم پر نہ چلیں، آج کے اس مضمون میں کچھ ایسی ہی خواتین کا ذکر کرنا مقصود ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں عبرت کے طور پر آیا ہے۔

حضرت حواء علیہا السلام

قرآن مجید میں حضرت حواء علیہا السلام کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں آباد ہونے اور جنت کے درخت سے پھل کھانے کے واقعات کے ضمن میں آیا ہے، اسی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حضرت حواء نے نکلوایا تھا حالانکہ درحقیقت یہ خیال تو شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں ڈالا تھا اور ان کو بہکا کر اور قسمیں کھا کر کہ میں تمہارا بہت خیر خواہ ہوں دھوکہ دے کر جنت سے نکلوایا تھا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ. وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ. فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ (سورۃ الاعراف، رقم الآیات ۲۰ الیٰ ۲۲)

ترجمہ: پھر یہ ہوا کہ شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا، تاکہ ان کی شرم کی جگہیں جو

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ان سے چھپائی گئی تھیں ایک دوسرے کے سامنے کھول دے کہنے لگا ''تمہارے پروردگار نے تمہیں اس درخت سے کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے روکا تھا کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہمیشہ کی زندگی نہ حاصل ہو جائے، اور ان دونوں کے سامنے وہ قسمیں کھا گیا کہ یقین جانو میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں، پس اس نے دونوں کو دھوکہ دیکر نیچے اتار لیا چنانچہ جب دونوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان دونوں کی شرم کی جگہیں ایک دوسرے سے کھل گئیں اور وہ جنت کے کچھ پتے جوڑ جوڑ کر اپنے بدن پر چپکانے لگے (سورہ اعراف ۲۰-۲۲)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حواء اور حضرت آدم علیہما السلام نے ایک ساتھ پھل کھائے تھے جس کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا اور شیطان نے ان دونوں کو دھوکہ سے گمراہ کیا تھا پس یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان نے ان کے واسطے سے بہکایا تھا۔

حضرت نوح و حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں

حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کا تذکرہ قرآن مجید میں گنہگار اور نافرمان عورتوں کے طور پر ہوا ہے ان دونوں نے وقت کے ایک نبی کی بیوی ہونے کے باوجود بھی اپنے وقت کے ان جلیل القدر انبیاء پر ایمان لا کر نہیں دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ان انبیاء کی قوموں پر عذاب آیا تو یہ عورتیں بھی اس عذاب سے نہ بچ سکیں، اللہ تعالیٰ کا ان دو عورتوں کے بارے میں ارشاد ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ (سورة تحريم ١٦)

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، اللہ ان کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال پیش کرتا ہے، یہ دونوں ہمارے ایسے بندوں کے نکاح میں تھیں جو بہت نیک تھے پھر انہوں نے ان دونوں کے ساتھ بے وفائی کی تو وہ دونوں اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ کام نہیں آئے اور ان سے کہا گیا کہ ''دوسرے داخلِ جہنم ہونے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ'' (سورہ تحریم ۱۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور بہن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ایسے زمانے میں ہوئی تھی جب فرعون کو اپنی سلطنت کے زوال کے

Idara Ghufran

اندیشے سے بنی اسرائیل سے شدید خوف تھا اور وہ اس خوف کی بنیاد پر بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کروا دیتا تھا جب ان کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس بچہ کو تابوت میں بند کر کے دریا میں ڈال دیں ہم اس بچے کو واپس لوٹا دیں گے چنانچہ ان کی والدہ نے ایسا ہی کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو آپ نے تابوت کے پیچھے پیچھے رہنے کا حکم فرمایا بالآخر محل والوں نے اس تابوت کو اٹھا لیا اور فرعون کی بیوی کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کے لئے رحمت اور شفقت پیدا ہوگئی اور اس نے ان کے پالنے کا ارادہ کر لیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی دودھ پلانے والی کا دودھ نہیں پیتے تھے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کا دودھ پلایا گیا جس کو انہوں نے قبول کر لیا، اس واقعہ کو قرآن مجید میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ .فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ . وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ .وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَى فَارِغًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ .وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ .وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ (سورة القصص، رقم الآيات ۷ الیٰ ۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم اس بچہ کو دودھ پلاؤ پھر جب تمہیں اس کے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور ڈرنا نہیں اور نہ صدمہ کرنا یقین رکھو ہم اسے واپس پہنچا کر رہیں گے اور اس کو پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر بنائیں گے، اس طرح فرعون کے لوگوں نے اس بچہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو اٹھا لیا تا کہ آخر کار وہ ان کے لیے دشمن ہو اور غم کا ذریعہ بنے، بیشک فرعون، ہامان اور ان کے لشکر بڑے خطا کار تھے، اور فرعون کی بیوی نے (فرعون سے) کہا کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو کچھ بعید نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور (یہ فیصلہ کرتے وقت) انہیں انجام کا پتہ نہیں تھا، ادھر موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار تھا، قریب تھا کہ وہ یہ سارا راز کھول

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دیتیں، اگر ہم نے ان کے دل کو نہ سنبھالا ہوتا، تاکہ وہ (ہمارے وعدے پر) یقین کئے رہیں۔ اور انہوں نے موسیٰ کی بہن سے کہا ''اس بچہ کا کچھ سراغ لگاؤ'' چنانچہ اس نے بچے کو دور سے دیکھا کہ ان لوگوں کو پتہ نہیں چلا۔ اور ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی سے یہ بندش لگادی تھی کہ دودھ پلانے والیاں انہیں دودھ نہ پلاسکیں، اس لیے ان کی بہن نے کہا ''کیا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جس کے لوگ اس بچے کی پرورش کریں اور اس کے خیر خواہ رہیں'' (سورۃ قصص آیت ۷ تا ۱۲)

(جاری ہے......)

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر (۲) — اصلاح واضافہ شدہ پانچواں ایڈیشن

کُرسی پر نماز کا شرعی حکم

نماز کی مختلف حالتیں نماز میں قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ کی فرضیت اور ان سے معذوری کے احکام کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے جائز و ناجائز ہونے کی صورتیں اور کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق متعدد اہلِ علم کے فتاویٰ و آراء

مصنف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقروض کا جنت کے دروازے پر روک لیا جانا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ:

هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ فُلَانٍ، قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ : إِنَّ صَاحِبَكُمْ مُحْتَبَسٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فِيْ دَيْنٍ عَلَيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۱۲۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی تو نماز کے بعد فرمایا کہ کیا یہاں فلاں قبیلے کا کوئی آدمی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی موجود ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا ساتھی (جو فوت ہوگیا ہے) اپنے اوپر ایک قرض کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک لیا گیا ہے (مسند احمد)

اور ایک دوسری روایت میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدّٰى عَنْهُ حَتّٰى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ (ابوداوٗد، رقم الحديث ۳۳۴۱، باب فی التشديد فی الدين)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد) میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے اس (فوت شدہ مقروض آدمی) کا قرض ادا کردیا، یہاں تک کہ اس (فوت شدہ مقروض) سے کوئی قرض کا مطالبہ کرنے والا آدمی نہ رہا (ابوداؤد)

اس حدیث سے زندوں میں سے کسی کی طرف سے مقروض ہوکر فوت ہوجانے والے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرنا ثابت ہوا۔

Idara Ghufran

آخرت میں مقروض کی نیکیوں کا قرض خواہ کو دیا جانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، أُخِذَ لِصَاحِبِهٖ مِنْ حَسَنَاتِهٖ، لَا دِينَارَ، ثَمَّ وَلَا دِرْهَمَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۵۵۴۴، حديث حسن)

ترجمہ: جو آدمی مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہوا، تو (آخرت میں) مقروض کی نیکیاں لے کر قرض خواہ کو دے دی جائیں گی، وہاں (قیامت میں) کوئی درہم ودینار نہیں ہوگا (مسند احمد)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَلَيْسَ بِالدِّيْنَارِ وَلَا بِالدِّرْهَمِ، وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۳۸۵، إسناده صحيح، رجاله ثقات)

ترجمہ: جو آدمی مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہوا، تو اس کا قرض درہم ودینار سے نہیں، بلکہ نیکیوں اور گناہوں سے ادا کیا جائے گا (مسند احمد)

ان احادیث سے مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہونے کی بُرائی معلوم ہوئی، لہٰذا اگر دنیا میں کسی کے ذمہ قرض ہو، تو اسے جلد از جلد اپنا قرضہ لوٹانے کی فکر اور کوشش کرنی چاہئے۔

Idara Ghufran

نبی ﷺ کا مقروض ہوکرفوت ہونے والے کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا

حضرت جابررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ عَلٰى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْہِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ، فَقَالَ : أَعَلَيْہِ دَيْنٌ؟ قَالُوا : نَعَمْ، دِيْنَارَانِ، قَالَ: صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ : هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ : فَصَلّٰى عَلَيْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۳۴۳، باب فی التشديد فی الدين)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہوجاتا تھا، پس (ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) ایک جنازہ لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس کے ذمہ کسی کا کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! اس کے ذمہ دو دینار قرض ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر تم ہی نماز (جنازہ) پڑھ لو، پس حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کے دو دینار (کی ادائیگی) میرے ذمہ ہے (یعنی اس فوت ہونے والے کا قرضہ میں ادا کردوں گا) تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی نماز جنازہ پڑھی (ابوداؤد)

Idara Ghufran

مقروض میت کا قرض کی ادائیگی کے بعد پُرسکون ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک آدمی فوت ہوگیا، تو ہم نے اسے غسل دیا، اس کو خوشبو لگائی، اسے کفن پہنایا، پھر ہم اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنازہ پڑھانے کے لئے لے کر حاضر ہوئے، اور ہم نے عرض کیا کہ اس پر جنازہ پڑھا دیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قدم چل کر پوچھا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ دو دینار (قرض) ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے، حضرت ابوقتادہ نے ان (کا قرض ادا کرنے) کی ذمہ داری لے لی، اور کہا کہ اس (میت) کے دو دینار (قرض واپس کرنا) میرے ذمہ ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت (قرض کے بوجھ سے) اب آزاد ہوئی ہے، اور مقروض کا حق تم پر آ گیا ہے، حضرت ابوقتادہ نے عرض کیا کہ جی ہاں، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر ایک دن گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ان دو دیناروں کا کیا بنا، حضرت ابوقتادہ نے عرض کیا کہ وہ کل ہی تو فوت ہوا ہے، پھر اگلے دن دوبارہ پوچھا تو حضرت ابوقتادہ نے عرض کیا کہ جی میں نے دو دینار ادا کر دیے ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اس کا جسم ٹھنڈا ہوا ہے۔

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۵۳۶، إسنادہ حسن)

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کاحکم (قسط۴)

جواز کے قول پر علمی کلام اور شبہات کا ازالہ

تطوع یا سنت سمجھنے والے امام کی اقتداء میں نمازِ وتر کے عدمِ جواز اور اقتداء المفترض بالمتنفل لازم آنے پر تو کلام پہلے گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام بالخصوص صاحبین کے نزدیک وتر اگرچہ واجب نہ ہوں، لیکن ان کے قول کے مطابق آکدِ سنن ہیں، اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک سنت اور فرض کے درمیان مستقل واجب کا درجہ نہیں ہے، اس لئے مطلق اقتداءُ المفترض بالمتنفل لازم نہیں آتا، اور اس کے وجوب کی دلیل اشتباہ سے خالی نہیں اور وتروں کا وجوب عملی ہے اعتقادی نہیں، اور خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے آخری قول میں احتیاطاً وجوب کو ترجیح دی ہے، اور فرضوں کی حیثیت متفق طور پر وتر سے اعلیٰ ہے، لہٰذا اس کا فرضوں پر قیاس مع الفارق ہے۔

اور اسی وجہ سے متعدد حنفیہ بنیتِ تطوع وتر پڑھنے والے کی اقتداء میں نمازِ وتر کے جواز کے قائل ہیں، لہٰذا ان حضرات کے قول پر عمل کرتے ہوئے تطوع یا سنت سمجھنے والے امام کی اقتداء میں وتر کے جواز کی گنجائش پائی جاتی ہے، جس سے متعلق فقہی عبارات بھی پیچھے حواشی میں گزر چکی ہیں۔

جہاں تک امام کی طرف سے مفسدِ صلاۃ عمل پائے جانے کی صورت میں مقتدی کا زعم معتبر ہونے کا تعلق ہے، تو اگرچہ بہت سے شوافع اور حنفیہ کے قول کے مطابق مقتدی کے زعم کا اعتبار کرتے ہوئے، ایسے امام کی اقتداء میں نماز جائز نہیں، جو مقتدی کے گمان کے مطابق مفسدِ صلاۃ فعل کا مرتکب ہو، اور وہ مقتدی کے علم میں آجائے۔ لیکن بعض اہلِ علم حضرات نے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ وغیرہ کی طرف مذکورہ صورت میں نماز کے جواز کی نسبت کی ہے، اور اس سلسلہ میں تشدد کو بعض متاخرین کی طرف منسوب کیا ہے۔ [1]

---

[1] الصلاۃ خلف المخالف فی أحکامها :ورد عن الأئمة ما یدل علی أن المصلی یأتم بمن یخالف اجتهاده فی أحکام الصلاۃ، ولو کان یری أن مثل ذلک مفسد للصلاۃ، أو غیره أولی منه .لأنه لما کان الإمام مجتهدا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور فرمایا کہ متقدمین کے دور میں فروع میں مخالف امام کی اقتداء میں بغیر کسی نکیر کے نماز پڑھنا رائج رہا ہے، اور اس پر نکیر ثابت نہیں، بلکہ اس کے خلاف پر نکیر ثابت ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مجتہد فیہ اور فروعی مسائل میں، مجتہد (اور اس کی تقلید کرنے والا) یا تو صواب پر ہوتا ہے، یا خطا پر، اور صواب پر ہونے کی صورت میں دو اجر حاصل ہوتے ہیں، اور خطا پر ہونے کی صورت میں ایک اجر حاصل ہوتا ہے، لہٰذا مجتہد فیہ فروعی مسائل میں امام کو قطعی خطا پر سمجھنا درست نہیں۔ [1]

علاوہ ازیں امام کی نماز فی نفسہٖ درست ہے، تو اس کے مقتدی کی نماز بھی درست قرار دی جانی چاہیے، جیسا کہ اس نے کوئی مفسدِ صلاۃ عمل کیا ہی نہ ہو۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اجتهادا سائغا، أو مقلدا تقليدا سائغا، فإن الانفراد عنه نوع من الفرقة، واختلاف الظواهر تؤدى إلى اختلاف البواطن .ومما ورد من ذلك:

أ -كان أبو حنيفة وأصحابه يرون الوضوء من خروج الدم .ورأى أبو يوسف هارون الرشيد احتجم ولم يتوضأ -أفتاه مالك بذلك -فصلى أبو يوسف خلفه ولم يعد الصلاة.

ب -الشافعي رضي الله عنه ترك القنوت في الصبح لما صلى مع جماعة من الحنفية في مسجدهم بضواحي بغداد .فقال الحنفية :فعل ذلك أدبا مع الإمام، وقال الشافعية بل تغير اجتهاده في ذلك الوقت.

ج -كان الإمام أحمد يرى الوضوء من الحجامة والفصد .فسئل عمن رأى الإمام قد احتجم ثم قام إلى الصلاة ولم يتوضأ أيصلي خلفه؟ فقال :كيف لا أصلي خلف مالك وسعيد بن المسيب؟

إلا أن بعض المتأخرين الفقهاء مالوا إلى التشدد في ذلك(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص٣٠٢، مادة "اختلاف")

[1] وكذلك لو فعل الإمام ما يسوغ عنده، وهو عند المأموم يبطل الصلاة، مثل أن يفتصد ويصلي ولا يتوضأ، أو يمس ذكره، أو يترك البسملة، وهو يعتقد أن صلاته تصح مع ذلك، والمأموم يعتقد أنها لا تصح مع ذلك، فجمهور العلماء على صحة صلاة المأموم، كما هو مذهب مالك وأحمد في أظهر الروايتين، بل في أنصهما عنه .وهو أحد الوجهين في مذهب الشافعي، اختاره القفال وغيره .واستدل الإمام أحمد لهذا الاتجاه بأن الصحابة -رضوان الله عليهم -كان يصلي بعضهم خلف بعض على اختلافهم في الفروع .وأن المسائل الخلافية لا تخلو إما أن يصيب المجتهد فيكون له أجران :أجر اجتهاده وأجر إصابته، أو أن يخطء فله أجر واحد وهو أجر اجتهاده، ولا إثم عليه في الخطأ(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦، ص٢٨، مادة "اقتداء")

[2] (وإن كان) المتروك ركنا أو شرطا أو واجبا (عند المأموم وحده) كالحنبلي اقتدى بمن مس ذكره، أو ترك ستر أحد العاتقين أو الطمأنينة في الركوع ونحوه، أو تكبيرة الانتقال ونحوه، متأولا أو مقلدا من لا يرى ذلك مفسدا (فلا) إعادة على الإمام، ولا على المأموم؛ لأن الإمام تصح صلاته لنفسه فجازت خلفه كما لو لم يترك شيئا ومثله لو صلى شافعي قبل الإمام الراتب فتصح صلاة الحنبلي خلفه(كشاف القناع عن متن الإقناع،لمنصور بن يونس البهوتي الحنبلي،ج ١،ص٤٧٨،كتاب الصلاة،فصل في الإمامة)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حنفیہ میں سے ہندوانی، جصاص، صاحبِ نہایہ اور ایک جماعت کا رجحان اسی مطلقاً مقتدی کی نماز کے جواز کے قول کی طرف رہا ہے۔ [1]

اور بعض متاخرینِ حنفیہ بھی اسی کی طرف مائل ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(۱)......علامہ ابنِ تیمیہ کا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

جس میں انہوں نے فرمایا کہ صحابہ وتابعین اور ان کے بعد ائمہ اربعہ اور سلف ایک دوسرے کے پیچھے بلانکیر نماز پڑھتے رہے ہیں، اور ان سے ایک دوسرے پر نکیر کرنا ثابت نہیں، باوجودیکہ ان میں فروعی مسائل کا اختلاف پایا جاتا تھا۔

چنانچہ بعض ''بسم اللہ'' پڑھتے تھے، بعض نہیں پڑھتے تھے، اور بعض جہر کرتے تھے، بعض نہیں کرتے تھے، اور بعض فجر میں قنوت پڑھتے تھے، بعض نہیں پڑھتے تھے، اور بعض خون نکلنے سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، بعض قائل نہ تھے، اور بعض مسِ ذَکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، بعض قائل نہ تھے، اور بعض عورت کو شہوت سے چھونے پر وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، بعض قائل نہ تھے، اور بعض قہقہہ سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، بعض قائل نہ تھے، اور اس طرح کے کئی فروعی مسائل کا جن میں ایک دوسرے کا نماز کے جواز وعدمِ جواز میں اختلاف تھا، برملا امام کی طرف سے اظہار ہونے کے باوجود اقتداء کرتے تھے۔

اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز کے عدمِ جواز کا حکم لگایا کرتے تھے۔

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ہارون رشید کے پیچھے اس وقت نماز پڑھی، جب انہوں نے حجامہ کرایا تھا، اور ان کا خون نکل چکا تھا، جس میں امام مالک کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا۔

اور امام احمد رحمہ اللہ بھی دمِ کثیر نکلنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے، حالانکہ ان کے نزدیک دمِ کثیر کے خروج سے وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ [2]

---

[1] واختار الهندوانی وجماعة منهم صاحب النهاية عموم الجواز لان اعتقاد الامام انه ليس فی الصلاة ولا بناء علی المعدوم (غنية المستملی فی شرح منية المصلی المعروف حلبی كبير صفحه ۵۱۶، فصل فی الامامة)

[2] وسئل: عن أهل المذاهب الأربعة: هل تصح صلاة بعضهم خلف بعض؟ أم لا؟ وهل قال أحد من السلف إنه لا يصلی بعضهم خلف بعض؟ ومن قال ذلک فهل هو مبتدع؟ أم لا؟ وإذا فعل الإمام ما يعتقد أن صلاته معه صحيحة والمأموم يعتقد خلاف ذلک. مثل أن يكون الإمام تقيا أو رعف أو احتجم أو مس ذكره

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پھراس کے بعد علامہ ابن تیمیہ نے اس مسئلہ کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں، ایک یہ کہ مقتدی کو امام کی طرف سے کسی مبطلِ صلاۃ فعل کا علم نہ ہو۔

اس صورت میں ائمہ اربعہ اور سلف کا نماز کے جواز پر اتفاق ہونا بیان کیا ہے۔

اور فرمایا کہ بعد میں بعض متعصبین کی طرف سے اس سلسلہ میں تشدد اور سختی برتی گئی، اور ایک دوسرے کے پیچھے واجبات کی ادائیگی کی صورت میں بھی نماز کو ناجائز قرار دیا گیا، جو کہ غلو اور حدِ اعتدال سے خروج پر مبنی طریقہ ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أو مس النساء بشهوة أو بغير شهوة أو قهقه فى صلاته أو أكل لحم الإبل وصلى ولم يتوضأ والمأموم يعتقد وجوب الوضوء من ذلك أو كان الإمام لا يقرأ البسملة أو لم يتشهد التشهد الآخر أو لم يسلم من الصلاة والمأموم يعتقد وجوب ذلك فهل تصح صلاة المأموم والحال هذه ؟ وإذا شرط فى إمام المسجد أن يكون على مذهب معين فكان غيره أعلم بالقرآن والسنة منه وولى .فهل يجوز ذلك ؟ وهل تصح الصلاة خلفه ؟ أم لا ؟ .

فأجاب : الحمد لله ، نعم تجوز صلاة بعضهم خلف بعض كما كان الصحابة والتابعون لهم بإحسان ومن بعدهم من الأئمة الأربعة يصلى بعضهم خلف بعض مع تنازعهم فى هذه المسائل المذكورة وغيرها .ولم يقل أحد من السلف إنه لا يصلى بعضهم خلف بعض ومن أنكر ذلك فهو مبتدع ضال مخالف للكتاب والسنة وإجماع سلف الأمة وأئمتها .وقد كان الصحابة والتابعون ومن بعدهم :منهم من يقرأ البسملة ومنهم من لا يقرؤها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا يجهر بها وكان منهم من يقنت فى الفجر ومنهم من لا يقنت ومنهم من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقىء .ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من القهقهة فى صلاته ومنهم من لا يتوضأ من ذلك .ومنهم من يتوضأ من أكل لحم الإبل ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلى خلف بعض :مثل ما كان أبو حنيفة وأصحابه والشافعى وغيرهم يصلون خلف أئمة أهل المدينة من المالكية وإن كانوا لا يقرء ون البسملة لا سرا ولا جهرا وصلى أبو يوسف خلف الرشيد وقد احتجم وأفتاه مالك بأنه لا يتوضأ فصلى خلفه أبو يوسف ولم يعد .وكان أحمد بن حنبل يرى الوضوء من الحجامة والرعاف فقيل له :فإن كان الإمام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ .تصلى خلفه ؟ فقال :كيف لا أصلى خلف سعيد بن المسيب ومالك (مجموع الفتاوى،ج۲۳،ص۳۷۳ الیٰ ۳۷۵،باب الامامة)

[1] وبالجملة فهذه المسائل لها صورتان :إحداهما :أن لا يعرف المأموم أن إمامه فعل ما يبطل الصلاة فهنا يصلى المأموم خلفه باتفاق السلف والأئمة الأربعة وغيرهم .

وليس فى هذا خلاف متقدم وإنما خالف بعض المتعصبين من المتأخرين :فزعم أن الصلاة خلف الحنفى لا تصح وإن أتى بالواجبات ؛ لأنه أداها وهو لا يعتقد وجوبها وقائل هذا القول إلى أن يستتاب كما يستتاب أهل البدع أحوج منه إلى أن يعتد بخلافه فإنه ما زال المسلمون على عهد النبى صلى الله عليه وسلم وعهد خلفائه يصلى بعضهم ببعض وأكثر الأئمة لا يميزون بين المفروض والمسنون بل يصلون الصلاة الشرعية ولو كان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دوسری صورت علامہ ابن تیمیہ نے یہ بیان فرمائی کہ امام ایسے فعل کا ارتکاب کرے، جس کی مقتدی کے زعم میں گنجائش نہیں ہے، اور اس کے گمان میں وہ فعل نماز کے فاسد ہونے کا سبب ہے۔

اس صورت میں مقتدی کی نماز کے صحیح ہونے نہ ہونے کے بارے میں دو قول ہیں، ایک قول کے مطابق مقتدی کی نماز صحیح نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اپنے امام کی نماز کے بطلان کا عقیدہ رکھتا ہے، یہ قول بعض اصحابِ حنفیہ وشافعیہ اور حنابلہ کا ہے۔ [1]

اور دوسرا قول جو کہ جمہور سلف کا ہے، اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے، اور امام شافعی کے مذہب کا بھی ایک قول ہے، اور امام احمد کا بھی راجح مذہب ہے، بلکہ امام ابوحنیفہ کا بھی مذہب ہے، اور امام احمد کی اکثر نصوص بھی اس کے مطابق ہیں، وہ یہ ہے کہ اس صورت میں مقتدی کی نماز درست ہوجاتی ہے، کیونکہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اگر وہ امام درست فعل کا ارتکاب کرے، تو تمہیں اور اس کو اجر حاصل ہوگا، اور اگر خطا کا ارتکاب کرے، تو تمہیں اجر حاصل ہوگا، اور اس کا وبال اس پر ہوگا، اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت فرمادی کہ امام کی خطا مقتدی کی طرف متعدی نہیں ہوتی۔

اور مذکورہ صورت میں مقتدی کا اعتقاد یہ ہے کہ امام نے جس فعل کا ارتکاب کیا، وہ اس کے نزدیک جائز تھا، جس میں وہ گنہگار نہیں۔

چونکہ وہ یا تو مجتہد ہے، یا مجتہد کا مقلد ہے، اور اس کے علم میں یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امام کی خطا کو معاف کردیا ہے، اس لئے وہ مقتدی اس امام کی نماز صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے، اور اگر وہ اس نماز کا اعادہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العلم بهذا واجبا لبطلت صلوات أكثر المسلمين ولم يمكن الاحتياط فإن كثيرا من ذلك فيه نزاع وأدلة ذلك خفية وأكثر ما يمكن المتدين أن يحتاط من الخلاف وهو لا يجزم بأحد القولين . فإن كان الجزم بأحدهما واجبا فأكثر الخلق لا يمكنهم الجزم بذلك وهذا القائل نفسه ليس معه إلا تقليد بعض الفقهاء ولو طولب بأدلة شرعية تدل على صحة قول إمامه دون غيره لعجز عن ذلك ؛ ولهذا لا يعتد بخلاف مثل هذا فإنه ليس من أهل الاجتهاد (مجموع الفتاوى، ج۲۳، ص۳۷۵، ۳۷۶، باب الامامة)

[1] الصورة الثانية : أن يتيقن المأموم أن الإمام فعل ما لا يسوغ عنده : مثل أن يمس ذكره أو النساء لشهوة أو يحتجم أو يفتصد أو يتقيأ . ثم يصلي بلا وضوء فهذه الصورة فيها نزاع مشهور . فأحد القولين لا تصح صلاة المأموم ؛ لأنه يعتقد بطلان صلاة إمامه . كما قال ذلك من قاله من أصحاب أبي حنيفة والشافعي وأحمد (مجموع الفتاوى، ج۲۳، ص۳۷۶، باب الامامة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نہ کرے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بلکہ اگر وہ اس کے مطابق حُکم اور فیصلہ بھی صادِر کردے، تو اس کا توڑنا جائز نہیں، اور جب امام نے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا ہے، تو وہ اسی کا مکلّف تھا، اور مقتدی نے وہ عمل کیا، جو اس پر واجب تھا، یعنی اقتدا کرنا، اس لئے دونوں کی نماز درست ہو جائے گی، اور ظاہری افعال میں امام کی موافقت حاصل ہے، تو مقتدی کی نماز فاسد ہونے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ ؎۱

اس کے بعد علامہ ابنِ تیمیہ نے فرمایا کہ مانعین کا یہ کہنا کہ مقتدی امام کی نماز کے بطلان کا عقیدہ رکھتا ہے، یہ درست نہیں، کیونکہ مقتدی کا یہ عقیدہ ہے کہ امام نے اس فعل کا ارتکاب کیا، جو اس پر واجب تھا، اور اللہ نے اس کی خطا کو معاف کر دیا ہے، لہٰذا اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، جیسا کہ کہ کوئی امام نماز مکمل کرنے سے پہلے خطاءً سلام پھیر دے، اور مقتدی جانتا ہے کہ ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی، اور امام سے خطاء سرزد ہوئی ہے، تو مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اسی طرح مجتہَد فیہ مسئلہ میں امام کو خطاء پر سمجھنے کی صورت میں مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی، باوجودیکہ یہاں مجتہَد فیہ مسئلہ میں امام کا فعل خالص خطاء پر مبنی نہیں ہے، بلکہ وہ محتملِ صواب بھی ہے۔ ؎۲

اس کے علاوہ اسی طرح کے ایک اور سوال کے جواب میں علامہ ابنِ تیمیہ نے مذکورہ صورت

؎۱ والقول الثاني :تصح صلاة المأموم ؛ وهو قول جمهور السلف وهو مذهب مالك وهو القول الآخر في مذهب الشافعي وأحمد ؛ بل وأبي حنيفة وأكثر نصوص أحمد على هذا .وهذا هو الصواب ؛ لما ثبت في الصحيح وغيره عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال :(يصلون لكم فإن أصابوا فلكم ولهم وإن أخطئوا فلكم وعليهم) . فقد بين صلى الله عليه وسلم أن خطأ الإمام لا يتعدى إلى المأموم ولأن المأموم يعتقد أن ما فعله الإمام سائغ له وأنه لا إثم عليه فيما فعل فإنه مجتهد أو مقلد مجتهد .وهو يعلم أن هذا قد غفر الله له خطأه فهو يعتقد صحة صلاته وأنه لا يأثم إذا لم يعدها بل لو حكم بمثل هذا لم يجز له نقض حكمه بل كان ينفذه .وإذا كان الإمام قد فعل باجتهاده فلا يكلف الله نفسا إلا وسعها والمأموم قد فعل ما وجب عليه كانت صلاة كل منهما صحيحة وكان كل منهما قد أدى ما يجب عليه وقد حصلت موافقة الإمام في الأفعال الظاهرة (مجموع الفتاوى، ج۲۳، ص۳۷۷، باب الامامة)

؎۲ وقول القائل :إن المأموم يعتقد بطلان صلاة الإمام خطأ منه فإن المأموم يعتقد أن الإمام فعل ما وجب عليه وأن الله قد غفر له ما أخطأ فيه وأن لا تبطل صلاته لأجل ذلك .ولو أخطأ الإمام والمأموم فسلم الإمام خطأ واعتقد المأموم جواز متابعته فسلم كما سلم المسلمون خلف النبي صلى الله عليه وسلم لما سلم من اثنتين سهوا مع علمهم بأنه إنما صلى ركعتين وكما لو صلى خمسا سهوا فصلوا خلفه خمسا كما صلى الصحابة خلف النبي صلى الله عليه وسلم لما صلى بهم خمسا فتابعوه مع علمهم بأنه صلى خمسا ؛ لاعتقادهم جواز ذلك فإنه تصح صلاة المأموم في هذه الحال فكيف إذا كان المخطء هو الإمام وحده .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں مقتدی کی نماز کے درست ہونے کے قول کو اصح قرار دیا ہے۔

اور فرمایا کہ ان مسائل میں اگر امام کا مذہب صواب پر مبنی ہو، تو اس میں کوئی نزاع نہیں، اور اگر خطا پر مبنی ہو، تو اس کی خطا اس کے ساتھ خاص ہے، اور یہ کہنا کہ مقتدی اپنے امام کی نماز کے بطلان کا عقیدہ رکھتا ہے، یہ درست نہیں، کیونکہ امام یا اجتہاد سے نماز پڑھ رہا ہے، یا تقلید سے، اور دونوں صورتوں میں سے ایک صورت میں دو اجر حاصل ہوتے ہیں، اور ایک صورت میں ایک اجر حاصل ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے اجتہادی مسائل میں حکمِ حاکم نافذ ہوجاتا ہے، جو کہ اس کی نماز میں اقتداء کرنے سے بڑی چیز ہے، اور اگر مجتہد کا حکم باطل ہوتا، تو باطل کا نفاذ جائز نہ ہوتا۔ [1] (جاری ہے……)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد اتفقوا كلهم على أن الإمام لو سلم خطأ لم تبطل صلاة المأموم إذا لم يتابعه ولو صلى خمسا لم تبطل صلاة المأموم إذا لم يتابعه فدل ذلك

على أن ما فعله الإمام خطأ لا يلزم فيه بطلان صلاة المأموم والله أعلم (مجموع الفتاوى، ج۲۳، ص ۳۷۷،۳۷۸،باب الامامة)

[1] وسئل -رحمه الله : -هل تصح صلاة المأموم خلف من يخالف مذهبه ؟ .

فأجاب :وأما صلاة الرجل خلف من يخالف مذهبه فهذه تصح باتفاق الصحابة والتابعين لهم بإحسان والأئمة الأربعة ولكن النزاع في صورتين :إحداهما :خلافها شاذ وهو ما إذا أتى الإمام بالواجبات كما يعتقده المأموم لكن لا يعتقد وجوبها مثل التشهد الأخير إذا فعله من لم يعتقد وجوبه والمأموم يعتقد وجوبه فهذا فيه خلاف شاذ .والصواب الذى عليه السلف وجمهور الخلف صحة الصلاة .والمسألة الثانية :فيها نزاع مشهور إذا ترك الإمام ما يعتقد المأموم وجوبه مثل أن يترك قراء ة البسملة سرا وجهرا والمأموم يعتقد وجوبها .أو مثل أن يترك الوضوء من مس الذكر أو لمس النساء أو أكل لحم الإبل .أو القهقهة أو خروج النجاسات أو النجاسة النادرة والمأموم يرى وجوب الوضوء من ذلك فهذا فيه قولان . أصحهما صحة صلاة المأموم وهو مذهب مالك وأصرح الروايتين عن أحمد فى مثل هذه المسائل وهو أحد الوجهين فى مذهب الشافعي بل هو المنصوص عنه فإنه كان يصلى خلف المالكية الذين لا يقرء ون البسملة ومذهبه وجوب قراء تها .والدليل على ذلك ما رواه البخارى وغيره عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :(يصلون لكم فإن أصابوا فلكم ولهم وإن أخطئوا فلكم وعليهم) فجعل خطأ الإمام عليه دون المأموم .

وهذه المسائل إن كان مذهب الإمام فيها هو الصواب فلا نزاع وإن كان مخطئا فخطؤه مختص به والمنازع يقول :المأموم يعتقد بطلان صلاة إمامه وليس كذلك بل يعتقد أن الإمام يصلى باجتهاد أو تقليد إن أصاب فله أجران وإن أخطأ فله أجر وهو ينفذ حكم الحاكم فى مسائل الاجتهاد وهذا أعظم من اقتدائه به فإن كان المجتهد حكمه باطلا لم يجز إنفاذ الباطل (مجموع الفتاوى، ج۲۳،ص ۳۷۸ الیٰ ۳۸۰،باب الامامة)

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (قسط۴)

آج کل بہت سے عوام اور اہلِ علم میں زیارتِ قبور کے وقت یعنی قبرستان جاکر یا قبر کے قریب کھڑے ہوکر دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانے نہ اٹھانے اور ہاتھ اٹھانے کی صورت میں اپنا رُخ قبلہ کی طرف کیا جائے یا قبر کی طرف کیا جائے؟ ان مختلف پہلوؤں سے یہ مسئلہ زیرِ بحث رہتا ہے،بعض اہلِ علم حضرات کی خواہش پر اس کی تحقیق کی گئی،جو ذیل میں قسط وار نقل کی جارہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر درود وسلام اور دعاء کے وقت کیفیت

علامہ ابنِ تیمیہ نے اپنے بعض فتاویٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہونے والے کے لئے صلاۃ وسلام پڑھنے کے وقت امام ابوحنیفہ کے نزدیک قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہونے اور باقی ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک روضۂ اطہر کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہونے کا حکم لگایا ہے،اور اس کے بعد اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے دعاء کرتے وقت تمام فقہائے کرام کے نزدیک قبلہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم ہونا بیان فرمایا ہے۔ ل

ل ويستحب أيضا زيارة قبور أهل البقيع وشهداء أحد؛ للدعاء لهم والاستغفار؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم كان يقصد ذلک مع أن هذا مشروع لجميع موتى المسلمين كما يستحب السلام عليهم والدعاء لهم والاستغفار .وزيارة القبور بهذا القصد مستحبة وسواء فى ذلک قبور الأنبياء والصالحين وغيرهم وكان عبد الله بن عمر إذا دخل المسجد يقول :السلام عليک يا رسول الله السلام عليک يا أبا بكر السلام عليک يا أبت ثم ينصرف.

وأما زيارة قبور الأنبياء والصالحين لأجل طلب الحاجات منهم أو دعائهم والإقسام بهم على الله أو ظن أن الدعاء أو الصلاة عند قبورهم أفضل منه فى المساجد والبيوت فهذا ضلال وشرک وبدعة باتفاق أئمة المسلمين ولم يكن أحد من الصحابة يفعل ذلک ولا كانوا إذا سلموا على النبى صلى الله عليه وسلم يقفون يدعون لأنفسهم ولهذا كره ذلک مالک وغيره من العلماء وقالوا إنه من البدع التى لم يفعلها السلف واتفق العلماء الأربعة وغيرهم من السلف على أنه إذا أراد أن يدعو يستقبل القبلة ولا يستقبل قبر النبى صلى الله عليه وسلم وأما إذا سلم عليه فأكثرهم قالوا :يستقبل القبر قاله مالک والشافعى وأحمد وقال أبو حنيفة :بل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فقہائے کرام کی عبارات ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہائے کرام روضۂ اطہر پر حاضر ہونے والے کے لئے صلاۃ وسلام کے وقت روضۂ اطہر کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کرنے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔ [1]

اور علامہ ابنِ ہمام نے صلاۃ وسلام کے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب روایت کی تردید کی ہے اور قبر کی طرف رخ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يستقبل القبلة أيضا ويكون القبر عن يساره وقيل :بل يستدبر القبلة (مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيمية، ج۲۷ ص ۲۷۰، ۲۷۱، التفسير، سورة الاخلاص، حكم زيارة القبور الانبياء والصالحين)

فالزيارة الشرعية "مقصودها السلام على الميت والدعاء له سواء كان نبيا أو غير نبي .ولهذا كان الصحابة إذا زاروا النبي صلى الله عليه وسلم يسلمون عليه ويدعون له ثم ينصرفون ولم يكن أحد منهم يقف عند قبره ليدعو لنفسه؛ ولهذا كره مالك وغيره ذلك وقالوا :إنه من البدع المحدثة .ولهذا قال الفقهاء :إذا سلم المسلم عليه وأراد الدعاء لنفسه لا يستقبل القبر بل يستقبل القبلة وتنازعوا وقت السلام عليه :هل يستقبل القبلة أو يستقبل القبر؟ فقال أبو حنيفة :يستقبل القبلة وقال مالك والشافعي وأحمد :يستقبل القبر(مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيمية، ج۲۷ ص ۳۰، ۳۱، الفقه، الزيارة،فصل فى زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم ومدى صحتها)

[1] والجمهور على أن زائر قبر النبي صلى الله عليه وسلم يستدبر القبلة ويستقبل القبر الشريف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴ ص ۷۶، مادة " استقبال")

ثم يأتي القبر الشريف فيستقبل جداره ويستدبر القبلة على نحو أربعة أذرع من السارية التى عند رأس القبر فى زاوية جداره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷ ص ۱۹۹، مادة " مسجد")

يستحب لمن دخل المسجد النبوى أن يقول الذكر الوارد فى ذلك عند دخول المساجد، فيقدم رجله اليمنى ويقول :بسم الله اللهم صل على محمد، رب اغفر لى ذنوبى وافتح لى أبواب رحمتك.وعند الخروج يقدم رجله اليسرى ويقول ذلك، ولكن بلفظ :(وافتح لى أبواب فضلك) ، ويصلى عند الدخول ركعتين تحية المسجد والمسجد النبوى وغيره من المساجد فى ذلك سواء إلا المسجد الحرام فإن تحيته الطواف.ثم يقصد الحجرة الشريفة التى فيها قبر النبى صلى الله عليه وسلم فيستقبل القبر ويستدبر القبلة، ويدعو بالدعاء الوارد فى ذلك(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷ ص ۲۵۰، مادة " مسجد")

وفى الشفا بتعريف حقوق المصطفى للقاضى عياض :قال مالك فى رواية ابن وهب :إذا سلم على النبى صلى الله عليه وسلم ودعا يقف ووجهه إلى القبر الشريف لا إلى القبلة ويدنو ويسلم ولا يمس القبر بيده (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳ ص ۳۱۲، مادة " وضع اليد")

[2] ثم يأتى القبر الشريف فيستقبل جداره ويستدبر القبلة على نحو أربعة أذرع من السارية التى عند رأس القبر فى زاوية جداره.وما عن أبى الليث أنه يقف مستقبل القبلة مردود بما روى أبو حنيفة -رضى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

علامہ ابنِ ہمام کی تائید بعض آثار سے بھی ہوتی ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عنہ -فی مسندہ عن ابن عمر -رضی اللہ عنہما -قال :من السنۃ أن تأتی قبر النبی -صلی اللہ علیہ وسلم - من قبل القبلۃ وتجعل ظہرک إلی القبلۃ وتستقبل القبر بوجہک ثم تقول :السلام علیک أیہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، إلا أن یحمل علی نوع ما من استقبال القبلۃ، وذلک أنہ -علیہ الصلاۃ والسلام -فی القبر الشریف المکرم علی شقہ الأیمن مستقبل القبلۃ .وقالوا فی زیارۃ القبور مطلقا :الأولی أن یأتی الزائر من قبل رجل المتوفی لا من قبل رأسہ فإنہ أتعب لبصر المیت، بخلاف الأول لأنہ یکون مقابلا بصرہ لأن بصرہ ناظر إلی جہۃ قدمیہ إذا کان علی جنبہ فعلی ہذا تکون القبلۃ عن یسار الواقف من جہۃ قدمیہ -علیہ الصلاۃ والسلام -بخلاف ما إذا کان من جہۃ وجہہ الکریم، فإذا أکثر الاستقبال إلیہ -علیہ الصلاۃ والسلام -لا کل الاستقبال بکون استدبارہ القبلۃ أکثر من أخذہ إلی جہتہا فیصدق الاستدبار ونوع من الاستقبال.

وینبغی أن یکون وقوف الزائر علی ما ذکرنا، بخلاف تمام استدبار القبلۃ واستقبالہ -صلی اللہ علیہ وسلم - فإنہ یکون البصر ناظرا إلی جنب الواقف، وعلی ما ذکرنا یکون الواقف مستقبلا وجہہ -علیہ الصلاۃ والسلام -وبصرہ فیکون أولی(فتح القدیر، ج۳ص۱۸۰، ۱۸۱، کتاب الحج، مسائل منثورۃ)

ثم یتوجہ إلی قبرہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم فیقف بعیداً عنہ بمقدار أربعۃ أذرع، بغایۃ الأدب، مستدبر القبلۃ، محاذیاً لرأس النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ملاحظاً فی قلبہ منزلۃ من ہو بحضرتہ وسماعہ لکلامہ، فعن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :(ما من أحد یُسلم علیّ إلا ردَّ اللہ علیَّ روحی حتی أردَّ علیہ السلام (فقہ العبادات علی المذہب الحنفی، ج ۱، ص۲۰۸، کتاب الحج، الباب التاسع، فصل فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

فیتوجہ إلی القبر الشریف فیقف عند رأسہ مستقبل القبلۃ ویدنو منہ قدر ثلاثۃ أذرع، أو أربعۃ ولا یدنو منہ أکثر من ذلک ولا یضع یدہ علی جدار التربۃ الشریفۃ فہو أہیب وأعظم للحرمۃ ویقف (مجمع الانہر، ج ۱ ص۳۱۳، کتاب الحج، مسائل منثورۃ فی کتاب الحج)

۱ حدثنا عبد اللہ بن منیب بن عبد اللہ بن أبی أمامۃ، عن أبیہ، قال " :رأیت أنس بن مالک أتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف فرفع یدیہ حتی ظننت أنہ افتتح الصلاۃ فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف "(شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۳۸۶۷، کتاب المناسک، باب فضل الحج والعمرۃ)

عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، قال " :من السنۃ أن تأتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلۃ، وتجعل ظہرک إلی القبلۃ، وتستقبل القبر لوجہک، ثم تقول :السلام علیک أیہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (مسند ابی حنیفۃ روایۃ الحصکفی، رقم الحدیث ۳۷، کتاب الحج)

أخبرنا مالک، أخبرنا عبد اللہ بن دینار، أن ابن عمر کان إذا أراد سفرا، أو قدم من سفر جاء قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فصلی علیہ، ودعا ثم انصرف .

قال محمد :ہکذا ینبغی أن یفعلہ إذا قدم المدینۃ یأتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم(موطأ امام محمد ، رقم الحدیث ۹۴۸، باب :قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وما یستحب من ذلک)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حنفیہ کی کتب میں صلاۃ وسلام سے فارغ ہوکر عام دعاء کرنے کے لئے قبلہ کی طرف رُخ کرنے کا ذکر نہیں ملتا، بلکہ بعض حنفیہ نے صلاۃ وسلام کے ساتھ ساتھ دعاء کے وقت بھی روضۂ اطہر کی طرف رُخ کرنے کا ذکر کیا ہے، کیونکہ پیچھے ذکر شدہ کئی احادیث میں میت کے لئے دعاء کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لئے بھی دعاء کا ذکر ملتا ہے، اور میت پر سلام کے بعد دعاء کے لئے رُخ بدلنے کا ذکر نہیں ملتا، جیسا کہ شروع میں ذکر گزرا۔ [1]

تاہم حنفیہ کے نزدیک روضۂ اطہر پر صلاۃ وسلام اور عام دعاء کے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنے میں بھی کوئی گناہ کی بات نہیں۔

چنانچہ ''المہند علی المفند'' میں چھٹے سوال کے جواب میں ہے کہ:

''اس سے ظاہر ہوگیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں، مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن نافع ، عن ابن عمر ، أنه كان إذا أراد أن يخرج دخل المسجد فصلى ، ثم أتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم ، فقال :السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا أبا بكر السلام عليك يا أبتاه ، ثم يكون وجهه وكان إذا قدم من سفر أتى المسجد ففعل ذلك قبل أن يدخل منزله(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۱۱۹۱۵ ، كتاب الجنائز،باب من كان يأتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم فيسلم)

عن عبد العزيز بن أبى رواد، قال :سمعت نافعا، يقول :كان عبد الله "إذا قدم المدينة أتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم فاستقبل وجهه وصلى عليه ودعا له، ثم أقبل على أبى بكر فاستقبل وجهه فصلى عليه ودعا له، ثم أقبل على عمر فاستقبل وجهه وصلى عليه ودعا له،ويقول :يا أبتاه يا أبتاه يا أبتاه رواه حماد بن زيد، عن أيوب، مثله(حلية الاولياء لابى نعيم، ج ا ص ۳۰۸،تحت ترجمة عبدالله بن عمر بن الخطاب، مواظبته على قيام الليل)

[1] ثم انهض متوجها إلى القبر الشريف فتقف بمقدار أربعة أذرع بعيدا عن المقصورة الشريفة بغاية الأدب مستدبرا القبلة محاذيا لرأس النبى صلى الله عليه وسلم، ووجهه الأكرم ملاحظا نظره السعيد إليك وسماعه كلامك ورده عليك سلامك وتأمينه على دعائك (مراقى الفلاح، ج ا ، ص ۲۸۳، كتاب الحج، فصل فى زيارة النبى صلى الله عليه وسلم على سبيل الاختصار تبعا لما قال فى الاختيار)

قوله" :ثم تنهض "أى تقوم بالأدب والمراد أنه لا يتراخى وإن كان بالتأنى والتمهل قوله " :مستدبر القبلة" أى كما هو السنة فى زيارة الأموات (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ج ا ، ص۷۴۷، كتاب الحج، فصل زيارة النبى صلى الله عليه وسلم)

ثم يأتى القبر الكريم فيستدير القبلة، ويستقبل جدار القبر الشريف، مقترباً منه، مستحضراً فى قلبه منزلة من هو بحضرته، ثم يسلم ملتزماً الأدب الظاهرى والباطنى، ثم يصلّى على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم (فقه العبادات على المذهب المالكى، ج ا ، ص۳۷۳، كتاب الحج، الباب الرابع :مندوبات الحج)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہئے، اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے، اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے، اور یہی حکم دعاء مانگنے کا ہے‘‘(عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین،ص۲۲۳و۲۲۴،مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

اور حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کی کتبِ فقہ میں روضۂ اطہر پر صلاۃ وسلام کے وقت قبر مبارک کی طرف رُخ کرنے اور بعد میں اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے دعاء کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم مذکور ہے۔

یہ تقسیم بھی غیر معقول نہیں اور حنفیہ کی دونوں قسم کی روایتوں کو اس تقسیم کے مطابق منطبق کرنا بھی ممکن ہے۔ [۱]

اور اس سلسلہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کا حکم اپنے اور دیگر مسلمانوں کے لئے دعاء کرنے سے مختلف ہے۔

کیونکہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر صلاۃ وسلام پڑھنا درحقیقت ان حضرات کے لئے ایک معزز ومکرم دعاء ہے، روضۂ اطہر پر حاضر ہونے والے کے لئے بھی اس کو مقرر کیا گیا ہے۔ [۲]

---

[۱] (مسألة): وأما الدعاء عند القبر فقد قال مالك في المبسوط لا أرى أن يقف الرجل عند قبر النبي - صلى الله عليه وسلم -يدعو ولكن يسلم ثم يمضي وروى عنه ابن وهب في غير المبسوط أنه يدعو مستقبل القبر ولا يدعو وهو مستقبل القبلة وظهره إلى القبر(المنتقى شرح الموطإ،للقرطبي الباجي الأندلسي،ج۱،ص۲۹۶،ما جاء في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

ثم أتى القبر الشريف فقال السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا أبا بكر السلام عليك يا أبتاه ثم يرجع إلى موقفه الأول قبالة وجهه صلى الله عليه وسلم ويتوسل به في حق نفسه وليستشفع به إلى ربه ثم يستقبل القبلة ويدعو لنفسه ولمن شاء من المسلمين (حواشي الشرواني على تحفة المحتاج بشرح المنهاج ، ج۴، ص۱۴۵ ، فصل في أركان النسكين وبيان وجوه أدائهما وما يتعلق به)

ثم يأتي القبر الشريف فيقف قبالة وجهه صلى الله عليه وسلم مستدبر القبلة ويستقبل جدار الحجرة والمسمار الفضة في الرخامة الحمراء فيسلم عليه فيقول :السلام عليك يا رسول الله كان ابن عمر رضي الله عنه لا يزيد على ذلك وإن زاد فحسن ولا يرفع صوته ثم يستقبل القبلة والحجرة عن يساره قريبا لئلا يستدبر قبره صلى الله عليه وسلم ويدعو (الإقناع في فقه الإمام أحمد بن حنبل، ج۱، ص۳۹۶، كتاب الحج و شروطه، فصل إذا فرغ من الحج)

[۲] یہی وجہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر سلام پڑھتے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر منقول ہے، جیسا کہ پیچھے حواشی میں یہ روایت گزری، اور یہ بات واضح ہے کہ ہاتھ دعاء کے لئے اٹھائے جاتے ہیں۔

ومعنى الصلاة عليه الدعاء له إلا أنه يخص بلفظ الصلاة دون الدعاء لقول الله عز وجل (لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا) فتقول اللهم صل على محمد ولا تقل اللهم ارحم محمدا أو اغفر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اوردوسرے فوت شدہ مومنوں کی قبر پرصلاۃ وسلام کے بجائے ان کے لئے مغفرت اورسلامتی کی دعاءمقرر کی گئی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾لمحمد وارض عن محمد ولا اللهم صل على فلان وتقول اللهم ارحم فلانا ولا تصل على غيره إلا معه(الذخيرة،للقرافی ،ج۱۳ ،ص ۲۹۴، كتاب الجامع، الجنس الاول العقيدة)

والصلاة فی اللغة :الدعاء ، قال الله تعالى " :وصل عليهم "أى ادع لهم، وفی الشريعة اسم لأفعال مخصوصة من قيام وركوع وسجود وقعود ودعاء وثناء .وقيل فی قوله تعالى "إن الله وملائكته يصلون على النبی "الآية إن الصلاة من الله فی هذه الآية الرحمة ومن الملائكة الاستغفار، ومن المؤمنين :الدعاء (تفسير البغوی ،ج ۱ ص ۸۵،تحت آية ۲ من سورة البقرة)

قوله عز وجل هو الذی يصلی عليكم وملائكته فإن الصلاة من الله هی الرحمة ومن العباد الدعاء (أحكام القرآن للجصاص،ج۵ص ۲۳۱، تحت آية ۴۳ من سورة الاحزاب)

الصلاة من الله هی الرحمة ومن العباد الدعاء وقد تقدم ذكره(أحكام القرآن للجصاص، ج۵ ص ۲۴۳، تحت آية ۵۶ من سورة الاحزاب)

واولى الأقوال ما تقدم عن أبی العالية ان معنى صلاة الله على نبيه ثناؤه عليه وتعظيمه وصلاة الملائكة وغيرهم عليه طلب ذلک له من الله تعالى والمراد طلب الزيادة لا طلب أصل الصلاة وقيل صلاة الله على خلقه تكون خاصة وتكون عامة فصلاته على انبيائه هی ما تقدم من الثناء والتعظيم وصلاته على غيرهم الرحمة فهی التی وسعت كل شیء ونقل عياض عن بكر القشيری قال الصلاة على النبی صلى الله عليه و سلم من الله تشريف وزيادة تكرمة وعلى من دون النبی رحمة وبهذا التقرير يظهر الفرق بين النبی صلى الله عليه و سلم وبين سائر المؤمنين حيث قال الله تعالى ان الله وملائكته يصلون على النبی وقال قبل ذلک فی السورة المذكورة هو الذی يصلی عليكم وملائكته ومن المعلوم ان القدر الذی يليق بالنبی صلى الله عليه و سلم من ذلک ارفع مما يليق بغيره والإجماع منعقد على ان فی هذه الآية من تعظيم النبی صلى الله عليه و سلم والتنويه به ما ليس فی غيرها وقال الحليمی فی الشعب معنى الصلاة على النبی صلى الله عليه و سلم تعظيمه فمعنى قولنا اللهم صل على محمد عظم محمدا والمراد تعظيمه فی الدنيا بإعلاء ذكره وإظهار دينه وابقاء شريعته وفی الآخرة باجزال مثوبته وتشفيعه فی أمته وابداء فضيلته بالمقام المحمود وعلى هذا فالمراد بقوله تعالى صلوا عليه ادعوا ربكم بالصلاة عليه انتهى ولا يعكر عليه عطف آله وأزواجه وذريته عليه فإنه لا يمتنع ان يدعى لهم بالتعظيم إذ تعظيم كل أحد بحسب ما يليق به وما تقدم عن أبی العالية أظهر فإنه يحصل به استعمال لفظ الصلاة بالنسبة إلى الله والى ملائكته والى المؤمنين المأمورين بذلک بمعنى واحد ويؤيده انه لا خلاف فی جواز الترحم على غير الأنبياء واختلف فی جواز الصلاة على غير الأنبياء ولو كان معنى قولنا اللهم صل على محمد اللهم ارحم محمدا أو ترحم على محمد لجاز لغير الأنبياء وكذا لو كانت بمعنى البركة وكذا الرحمة لسقط الوجوب فی التشهد عند من يوجبه بقول المصلی فی التشهد السلام عليک أيها النبی ورحمة الله وبركاته ويمكن الانفصال بان ذلک وقع بطريق التعبد فلا بد من الإتيان به ولو سبق الإتيان بما يدل عليه قوله على محمد وعلى ال محمد كذا وقع فی الموضعين فی قوله صل وفی قوله وبارک ولكن وقع فی الثانی وبارک على آل إبراهيم ووقع عند البيهقی من وجه اخر عن ادم شيخ البخاری

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور قبر پر اپنے یا صاحبِ قبر کے علاوہ دوسرے مومنوں کے لئے دعاء کرنے کا عمل اس سے مختلف ہے۔

اسی وجہ سے بہت سے فقہائے کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد (جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص دعاء ہے) اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے دعاء کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنے کو مستحب قرار دیا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان حضرات کے نزدیک اپنے لئے دعاء کرتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے علاوہ دوسری قبروں پر بھی (خواہ وہ صُلحاء واولیاء کی ہوں) بدرجہ اولیٰ قبلہ کی طرف رُخ کرکے، دعاء کرنا ہی مستحب ہو، تاکہ اہلِ قبر سے دعاء کرنے اور ان سے استمداد کا شبہ پیدا نہ ہو، اور جو ایسا کرتے ہیں، ان کے طرزِ عمل کی ظاہری مشابہت سے حفاظت ہو، جہاں تک صاحبِ قبر کے لئے دعاء کے وقت اپنے چہرہ کے رُخ کا تعلق ہے، تو اس میں دونوں قول ہیں، کما مر. (جاری ہے)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فيه على إبراهيم ولم يقل على ال إبراهيم وأخذ البيضاوى من هذا ان ذكر الآل فى رواية الأصل مقحم كقوله على آل أبى أوفى قلت والحق ان ذكر محمد وإبراهيم وذكر ال محمد وآل إبراهيم ثابت فى أصل الخير وإنما حفظ بعض الرواة ما لم يحفظ الاخر وسأبين من ساقه تاما بعد قليل (فتح البارى، ج ١١ ص ١٥٦، كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه و سلم)

وفى معنى السلام عليك ثلاثة أوجه .أحدها: السلامة من النقائص والآفات لك ومعك أى مصاحبة وملازمة فيكون السلام مصدرا بمعنى السلامة كاللذاذ واللذاذة والملام والملامة ولما فى السلام من الثناء عدى بعلى لا لإعتبار معنى القضاء أى قضى الله تعالى عليك السلام كما قيل لأن القضاء كالدعاء لا يتعدى بعلى للنفع ولا لتضمنه معنى الولاية والإستيلاء لبعده فى هذا الوجه.

ثانيها: السلام مداوم على حفظك ورعايتك ومتول له وكفيل به ويكون السلام هنا أسم الله تعالى ومعناه على ما اختاره إبن فورك وغيره من عدة أقوال ذو السلامة من كل آفة ونقيصة ذاتا وصفة وفعلا وقيل :إذا أريد بالسلام ما هو من أسمائه تعالى فالمراد لا خلوت من الخير والبركة وسلمت من كل مكروه لأن اسم الله تعالى إذا ذكر على شيء أفاده ذلك وقيل :الكلام على هذا التقدير على حذف المضاف أى حفظ الله تعالى عليك والمراد الدعاء بالحفظ .

وثالثها :الإنقياد عليك على أن السلام من المسالمةوعدم المخالفة والمراد الدعاء بأن يصير الله تعالى العباد منقادين مذعنين له عليه الصلاة و السلام ولشريعته وتعديته بعلى قيل :لما فيه من الإقبال فإن من إنقاد لشخص وأذعن له فقد أقبل عليه. والأرجح عندى هو الوجه الأول وقيل :معنى سلموا تسليما إنقادوا لأوامره إنقيادا وهو غير بعيد إلا أن ظواهر الأخبار والآثار تقتضى المعنى السابق وكأنه لذلك ذهب إليه الأكثرون والجملة صيغة خبر معناها الدعاء بالسلامة وطلبها منه تعالى لنبيه صلى الله تعالى عليه وسلم(روح المعانى للألوسى، ج ١١ ص ٢٥٥، تحت آية ٥٦ من سورة الاحزاب)

والسلام :مصدر بمعنى السلام .أى :السلامة من النقائص والآفات ملازمة لك . والتعبير بالجملة الاسمية فى صدر الآية ، للإشعار بوجوب المداومة والاستمرار على ذلك(التفسير الوسيط،لمحمد سيد طنطاوى، ج ١١ ص ٢٤٢، ٢٤٣، تحت آية ٥٦ من سورة الاحزاب)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ (قسط:۱) مولانا طارق محمود

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت شعیب علیہ السلام

قرآن مجید میں تذکرہ شعیب

قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ سورہ اعراف، سورہ ہود اور سورہ شعراء میں قدرے تفصیل سے کیا گیا ہے، اور سورہ حجر اور سورہ عنکبوت میں مختصر انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت شعیب کی بعثت

حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت مدین یا مدیان کے علاقہ میں ہوئی تھی، اور مدین کا علاقہ شام میں واقع ہے، جو کہ حجاز (سعودی عرب) کی سرحد کے قریب قومِ لوط کے علاقہ کے قریب ہے۔

مدین کا لفظ بنی مدین سے نکلا ہے، جو کہ مدین بن مدیان بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اولاد سے تعلق رکھتے ہیں، اور یہ مدین یا مدیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قطورا سے پیدا ہوئے، اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ خاندان ''بنی قطورا'' کہلاتا ہے۔

مدین اپنے اہل وعیال کے ساتھ اپنے سوتیلے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پڑوس وجوار ہی میں حجاز میں آباد ہو گئے تھے، اور یہی خاندان آگے چل کر ایک بڑا قبیلہ بن گیا، حضرت شعیب علیہ السلام بھی چونکہ اسی نسل اور اسی قبیلہ سے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اس قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ [۱]

---

[۱] كان أهل مدين قوما عربا يسكنون مدينتهم "مدين" التى هى قرية من أرض معان من أطراف الشام، مما يلى ناحية الحجاز قريبا من بحيرة قوم لوط، وكانوا بعدهم بمدة قريبة.
ومدين قبيلة عرفت بهم وهم من بنى مدين بن مديان بن إبراهيم الخليل.
وشعيب نبيهم هو ابن ميكيل بن يشجن، ذكره ابن إسحق.
قال: ويقال له بالسريانية يترون، وفى هذا نظر (قصص الانبياء لابنِ كثير، ص ۲۷۴، ۲۷۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت شعیب کا نسب نامہ

حضرت شعیب علیہ السلام کا پورا نسب نامہ اس طرح ہے:

شعیب بن یشخر بن لاوی بن یعقوب [1]

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب سلمہ بن سعد عنزی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور اسلام قبول کیا، تو اپنے آپ کو ''عنزہ'' کی طرف منسوب کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین قبیلہ ''عنزہ'' ہے، جو کہ حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دو بہنوں (غالباً سسرالی رشتہ سے) کے ہم قوم ہیں۔ [2]

حضرت شعیب علیہ السلام کی فصاحت وبلاغت اور خطابت وبیان کے غیر معمولی ملکہ کی وجہ آپ کو ''خطیب الانبیاء'' کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر کیا جاتا، آپ فرماتے کہ یہ ''خطیب الانبیاء'' ہیں۔ [3]

شعیب، عہدِ شعیب اور قومِ شعیب پر ایک اجمالی نظر

قرآنی نصوص سے اس حوالہ سے مندرجہ ذیل بنیادی نکات حاصل ہوتے ہیں:

(ا)......حضرت شعیب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے پیوست ہے،

---

[1] بعض حضرات نے آپ کا نسب نامہ اس طرح ذکر کیا ہے: شعیب بن نویب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم
اور بعض حضرات نے اس طرح ذکر کیا ہے: شعیب بن صیفور بن عیفا بن ثابت ابن مدین بن ابراہیم

ويقال شعيب ابن يشخر بن لاوى بن يعقوب ويقال شعيب بن نويب بن عيفا ابن مدين بن إبراهيم، ويقال شعيب بن صيفور بن عيفا بن ثابت ابن مدين بن إبراهيم، وقيل غير ذلک فى نسبه. قال ابن عساكر :ويقال جدته، ويقال أمه، بنت لوط(قصص الانبياء لابنِ كثير، ص۲۷۵)

[2] وذكر أبو عمر ابن عبد البر فى الاستيعاب فى ترجمة سلمة بن سعد العنزى :أنه قدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأسلم وانتسب إلى عنزة، فقال " :نعم الحى عنزة ;مبغى عليهم منصورون رهط شعيب وأختان موسى ."فلو صح هذا لدل على أن شعيبا صهرموسى وأنه من قبيلة من العرب العاربة يقال لهم عنزة، لا أنهم من عنزة بن أسد بن ربيعة بن نزار بن معد بن عدنان، فإن هؤلاء بعده بدهر طويل. والله أعلم(قصص الانبياء لابنِ كثير، ص۲۷۵)

[3] وفى حديث أبى ذر الذى فى صحيح ابن حبان فى ذكر الأنبياء والرسل قال " :أربعة من العرب :هود وصالح وشعيب ونبيک يا أبا ذر "وكان بعض السلف يسمى شعيبا خطيب الأنبياء .
يعنى لفصاحته وعلزو عبارته، وبلاغته فى دعاية قومه إلى الإيمان برسالته.
وقد روى ابن إسحاق بن بشر عن جويبر ومقاتل، عن الضحاک،عن ابن عباس قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذكر شعيبا قال " :ذاک خطيب الأنبياء ."(قصص الانبياء لابنِ كثير، ص۲۷۶)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس طور پر کہ حضرت شعیب علیہ السلام بڑھاپے کی منزل میں تھے، نبوت کے فریضۂ منصبی کا بیشتر دور گزار چکے تھے، اب بظاہر ''چل چلاؤ'' کا وقت تھا کہ بیٹی کو داماد (موسیٰ) کے ساتھ رخصت کیا، اور اس رخصتی کے سفر میں مصر کو آتے ہوئے راستے میں کوہِ طور پر ''تجلی نار'' کا واقعہ پیش آیا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت سے سرفراز کئے گئے، جس کا قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مواقع پر مفصل و مجمل تذکرہ ہے۔

(۲)......قرآن مجید کے اشارات اور اسرائیلی روایات کی تفصیلات سے عہدِ ابراہیم و موسیٰ میں چند صدیوں کا فاصلہ ثابت و مصرّح ہے۔

(۳)......حضرت شعیب کی قوم کا علاقہ مدین [1] فرعون کی قلمرو اور حدودِ سلطنت کے پڑوس میں لیکن فرعون کے تسلط و سلطنت سے خارج تھا، کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، فرعون سے بچ کر یہاں پناہ گزین ہوئے، تو حضرت شعیب نے تسلی دی، اور اطمینان دلایا کہ اب ظالم کے چنگل اور تسلط سے تو نجات پا گیا ہے۔ [2]

(۴)......حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے بگاڑ کی اصل بنیادیں دو تھیں:

الف: کفر و شرک (جو داءُ الامم رہا، جس میں پچھلی تمام قابلِ ذکر قومیں مبتلا رہی ہیں)

ب: تجارت و کاروبار میں اپنے عہد و زمانے کے لحاظ سے انتہائی ترقی یافتہ (ایڈوانس) ہونے کے باوجود خیانت، ملاوٹ، بلیک مارکیٹنگ، ناپ تول میں کمی، دھوکہ، فراڈ، بے ایمانی وغیرہ تجارتی مفاسد میں مبتلا تھے، جیسا کہ قرآن مجید میں ان کے تذکرے میں صراحتاً بھی اور اشارۃً بھی یہ امور واضح ہوتے ہیں، تجارت میں ان کی نوسربازیوں سے یہ ضرب المثل بنی:

''قومِ شعیب کے لینے کے باٹ اور تھے، اور دینے کے اور'' (جاری ہے......)

---

[1] اس طرح کے نام کے تین شہر تاریخ میں معروف ہیں، مدیَن، مدائن اور مدینہ، مدیَن تو یہی ہے یعنی بلادِ شام کا علاقہ، مدائن، عراق کا سرحدی شہر ہے، جو کسریٰ کا دارالحکومت رہا ہے، اور مدینہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت ہے۔
مدینی کے نام سے جو اہلِ علم تاریخ میں مشہور ہیں، ان کی مدیَن کی طرف نسبت ہے، جیسے امام الجرح والتعدیل علی بن مدینی وغیرہ۔ مدائن والوں کو مدائنی ہی لکھتے ہیں، اور مدینہ والوں کو مدنی لکھتے ہیں۔

[2] قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:
قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۲۵)
''(حضرت شعیب) نے (حضرت موسیٰ) کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اب تم کوئی خوف نہ کرو کہ تم بچ گئے ان ظالم لوگوں سے''

Idara Ghufran

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

اسپغول(Seed Spogul)

اسپغول کوعربی زبان میں ''بزرقطونا'' بلوچی زبان میں ''دانچ'' سندھی زبان میں ''اسپنگر'' اور انگریزی زبان میں Seed Spogul کہا جاتا ہے۔

اسپغول سے تقریباً ہر شخص واقف ہے۔ بڑی مشہور عام دوا ہے۔ اسپغول ایک بیج ہے جس کا پودا ایک گز کے قریب اونچا ہوتا ہے۔ اس کی ٹہنیاں باریک ہوتی ہیں اور پتے لمبے اور جامن کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس کا رنگ سرخی مائل سفید اور سیاہ ہوتا ہے۔ اسپغول بے ذائقہ اور لعاب دار ہوتا ہے اور اس کا مزاج سرد اور تر ہے۔ اس کی مقدارِ خوراک عام حالات میں تین ماشہ سے ایک تولہ تک ہوتی ہے۔

اسپغول کے بیج کے اوپر سے سفید چھلکا الگ کرلیا جاتا ہے، اور اس چھلکے کو''سبوس اسپغول'' یا ''اسپغول کی بھوسی'' یا ''اسپغول کا چھلکا'' کہا جاتا ہے۔

اسپغول گرمی اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔

گرمی کے بخار اور خون کے جوش کو تسکین دے کر طبیعت کو نرم کرتا ہے۔

سینہ، زبان اور حلق کے کھر کھرے پن اور صفراوی اور دموی بیماریوں کے لیے مفید ہے۔

قبض کشا ہے، آنتوں میں پھسلن پیدا کرتا ہے، اس لئے آنتوں کی خشکی سے قبض کی شکایت ہو، تو وہ دور ہوجاتی ہے۔

مردانہ جوہر کو گاڑھا کرتا ہے اور قوتِ باہ کو بڑھاتا اور اس میں اضافہ کا باعث ہے۔

دماغی طاقت بڑھانے کا بھی باعث ہے۔

معدے کی بیماریوں میں سوائے بدہضمی کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سینے میں جلن، تیزابیت، کھٹی ڈکاریں، قبض وغیرہ جیسی صورتحال میں اسپغول کی بھوسی بہت کارآمد مانی جاتی ہے۔

مختلف اغراض کے لئے اسپغول یا اس کی بھوسی کو پانی، دودھ، دہی اور بعض دیگر مشروبات کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔

Idara Ghufran

معدے اور آنتوں کے زخموں یعنی السر اور مروڑ ہونے کی حالت میں بے حد مفید ہے۔اس کے لیے اسے شربتِ صندل میں ایک بڑا چمچہ ڈال کر پلانا مفید ہوتا ہے۔

اسپغول کا لعاب نکال کر پینے سے تیز بخاروں میں بخار کی گرمی اور پیاس میں کمی آتی ہے، پیچش میں استعمال کرانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

بواسیر کے مریضوں کے لئے بھی اسپغول کارآمد ہے، تاہم بدہضمی کی شکایت ہو تو اسپغول نہیں لینا چاہئے۔

پیچش کو دور کرنے کے لیے ایک تولہ اسپغول آدھ پاؤ دہی میں ملا کر رکھ چھوڑیں،ایک گھنٹے کے بعد کھائیں۔غذا میں کھچڑی استعمال کریں،دوتین روز کے استعمال سے پیچش کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔

دائمی اور پرانا قبض جو آنتوں کی خشکی سے ہوتا ہے،اس کے لیے ایک تولہ اسپغول ایک پاؤ دودھ کے ساتھ استعمال کریں،اسپغول کی بھوسی چار ماشے دودھ یا پانی کے ساتھ ملا کر چند منٹ بعد استعمال کرنے سے بھی قبض دور ہو جاتا ہے، یہ نسخہ رات کو سوتے وقت استعمال کرنا زیادہ مفید ہے۔

خشک کھانسی اور دمے کے لیے بھی اسپغول نہایت مفید ہے۔روزانہ ایک تولہ اسپغول دودھ یا پانی کے ساتھ کم از کم چالیس دن تک استعمال کرتے رہنے سے کھانسی اور دَمہ کی شکایت جاتی رہتی ہے۔

گرمی کی وجہ سے دردِ سر ہو تو اسپغول کو ہرے دھنیے کے پانی میں بھگو کر تھوڑی دیر کے لیے پیشانی پر لگانے سے دردِ سر دور ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ عام سر درد کی صورت میں اسپغول سرکہ میں رگڑ کر چنبیلی کا تیل ملا کر پیشانی پر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔اور اگر چنبیلی کے روغن کے بجائے بادام روغن ملا کر پیا جائے تو بھی سر درد کو فائدہ ہوتا ہے۔

جریانِ منی اور خواتین کے لیکوریا میں اسپغول کا چھلکا شربت بزوری یا صندل کے ہمراہ، صبح نہار منہ پینا فائدہ مند ہے۔

سوزاک میں اسپغول کو پانی یا شربت کے ہمراہ چند دن تک استعمال کرنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔

دماغی کام کرنے والوں کو چاہئے کہ رات کو سوتے وقت پانچ دانے گری بادام چبا کر کھائیں اور بعد میں ایک تولہ اسپغول دودھ میں ملا کر پئیں،اس سے دماغ میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

نسیان اور بھول کے امراض میں اسپغول ایک بڑا چمچہ شربتِ صندل کے ہمراہ صبح نہار منہ پینا بے حد مفید

Idara Ghufran

ہے، اس کے علاوہ دماغی طاقت کے لئے رات کو سوتے وقت پانچ دانہ گری بادام، سونف ایک تولہ اور کوزہ مصری حسبِ ضرورت ہمراہ دودھ استعمال کرنا چاہئے۔

منہ کے دانوں کی تکلیف میں اسپغول کا استعمال مفید ہے، ایسی صورت میں دہی میں ایک بڑا چمچہ ملا کر صبح نہار منہ کھایا جائے، اور کھانے کے بعد دہی ایک یا دو چمچ استعمال کی جائے۔

اسپغول کی بھوسی کے استعمال سے وزن کم ہوتا ہے اور کولسٹرول اعتدال پر رہتا ہے۔

ایک نئی تحقیق سے انکشاف ہوا ہے کہ ہر کھانے سے پہلے ایک چائے کا چمچ اسپغول یا اس کی بھوسی ایک پیالی پانی میں گھول کر پی لی جائے، تو اس سے ذیابیطس سے تحفظ اور شوگر کی دواؤں سے نجات مل سکتی ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے خون کی شکر میں نمایاں طور پر کمی واقع ہو جاتی ہے، بعض تجربہ کاروں کے مطابق اگر کسی کا شوگر لیول مثلاً 210 ہو تو وہ اس کے استعمال سے 140 تک آ جاتا ہے۔

کوئی بیماری نہ ہو تب بھی اسپغول کو روزانہ رات کو سوتے وقت یا صبح نہار منہ استعمال میں رکھنا فائدہ سے خالی نہیں۔

لیکن اسپغول کی بھوسی کو پھانکنا نہیں چاہئے، بلکہ پانی یا دہی یا دودھ یا کسی دوسرے مشروب میں حل کر کے استعمال کرنا چاہئے۔

ورموں کو تحلیل کرنے کے لیے اسپغول کو سرکہ میں رگڑ کر متاثرہ جگہ پر لیپ کرنا بے حد مفید ہے۔

بالوں کو نرم کرنے اور بڑھانے کے لیے اسپغول کو عرقِ گلاب میں رگڑ کر بالوں پر لیپ کرنے اور دو گھنٹے بعد دھونے سے فائدہ ہوتا ہے، یہ نسخہ موسمِ گرما کے لیے ہے۔

بسرٰی جسے ''انگل بیڈ'' بھی کہا جاتا ہے، ایک انگلی کا ورم ہے، یہ ورم عموماً ہاتھ کی کسی انگلی یا انگوٹھے کے کسی پوروے میں یا ان کی جڑ میں پیدا ہوتا ہے، اس میں درد اتنا سخت ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے مریض کے لیے کھانا پینا اور سونا مشکل ہو جاتا ہے، ہر وقت ہائے ہائے کرتے گزرتی ہے، جو بھی دوا لگائی جاتی ہے یا باندھی جاتی ہے، فائدہ نہیں دیتی، بلکہ درد بڑھتا ہی رہتا ہے، اس کے لیے اسپغول نہایت مفید دوا ثابت ہوتی ہے، جب اس مرض کو دو تین روز ہو جائیں اور کسی طرح فائدے کی صورت نظر نہ آئے تو اسپغول ایک تولہ لے کر تقریباً چار تولہ پانی میں دس منٹ تک بھگو رکھیں، اس کے بعد انگلی پر پانی میں بھیگے ہوئے اسپغول کا لیپ چڑھا دیں، یہاں تک کہ انگلی پر اچھی خاصی تہ چڑھ جائے، اس کے بعد اس پر تھوڑا تھوڑا

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پانی ٹپکاتے رہیں، چھ گھنٹے کے بعد دوسرا اسپغول پانی میں بھگو رکھیں اور اسپغول کے پہلے لیپ کو اتار کر فوراً ہی دوسرا لیپ چڑھا دیں اور اس پر بھی اسی طرح پانی ٹپکاتے رہیں، اس طرح چوبیس گھنٹے میں چار بار ایسا کریں، اس سے ان شاء اللہ درد رُک جائے گا اور ورم پک کر پھوٹ جائے گا، اس کے بعد زخم کا علاج کرنے کے لیے پہلے نیم کے پتّے پیس کر ان کا گولا بنا کر اوپر گیلا کپڑا اور مٹی لگا کر آگ پر پکائیں پھر آگ سے نکال کر کپڑا اور مٹی الگ کر کے یہ مواد ہلکا گرم باندھیں، چند روز باندھنے سے تمام پیپ نکل کر زخم صاف ہو جاتا ہے، اس کے بعد زخم کو خشک کرنے کے لیے کوئی مرہم استعمال کر لینا چاہیے۔

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

- ......۳۰/ ربیع الآخرے/۱۴/۲۱/۲۸/ جمادی الاولیٰ ، بروز جمعہ، متعلقہ مساجد میں حسب معمول وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔
- ......۲/۹/۱۶/۲۳/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، دن کی اصلاحی مجلس حسبِ معمول ۱۰ تا ۱۲ بجے منعقد ہوتی رہی۔
- ......۲/ جمادی الاولیٰ ، بروز اتوار ادارہ کے درجات کتب کے ششماہی امتحانات شروع ہوئے جو ۵/ جمادی الاولیٰ کو مکمل ہوئے۔
- ......۴/ جمادی الاولیٰ، بروز منگل شعبہ ناظرہ وقاعدہ (بنین) کی تمام جماعتوں کے ششماہی امتحانات ہوئے۔
- ......۵/ جمادی الاولیٰ بروز بدھ شعبہ حفظ کا ششماہی امتحان ہوا۔
- ......۶/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعرات کو تعلیمی شعبہ میں تعطیل رہی (سوائے شعبہ بنات کے)
- ...... ۹/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار ، بنات کی تمام قرآنی جماعتوں کا ششماہی امتحان ہوا۔جس کے بعد ۱۰/۱۱/ جمادی الاولیٰ کو اس شعبہ میں تعطیل رہی۔
- ...... ۸/ جمادی الاولیٰ ، بروز ہفتہ، حضرت مدیر صاحب ، جناب نوید عباسی صاحب کے گھر (عزیز آباد، راولپنڈی) میں عشائیہ میں مدعو تھے، مولانا محمد ناصر صاحب اور مولانا طارق محمود صاحب بھی ہمراہ تھے۔
- ......۹/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب، مولانا محمد ناصر صاحب اور مولانا طارق محمود صاحب دن بارہ بجے مولانا محمد عثمان صاحب ولد حافظ مشتاق صاحب (مکی مسجد، محلّہ حکمداد) کے ولیمہ پر ان کے گھر تشریف لے گئے، اسی دن مولانا عبدالسلام صاحب، حافظ محمد ریحان اور بندہ امجد غریب وال (پنڈی گھیب) مفتی محمد یونس صاحب کی دعوت پر ان کے عزیز جناب ایاز صاحب کے ولیمہ میں شامل ہوئے (مفتی محمد یونس صاحب اس سلسلہ میں دو دن پہلے گاؤں تشریف لے گئے تھے)
- ...... ۹/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، مجلس صیانۃ المسلمین ، پاکستان کے ناظم جناب مولانا عبدالدیان سلیمی صاحب کا انتقال ہوا، ان کی نمازِ جنازہ بعد ظہر واپڈا ٹاؤن، لاہور میں ادا کی گئی، مولانا مرحوم کا حضرت مدیر کے ساتھ مشفقانہ تعلق تھا، اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے درجات بلند فرمائیں، اور پسماندگان کو اجر وصبر عطا فرمائے۔
- ......۱۴/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ قاری حسین احمد صاحب (برادر نسبتی بندہ امجد) مع اہلیہ ووالدہ کے کراچی سے راولپنڈی بندہ کے ہاں تشریف لائے۔
- ......۱۵/ جمادی الاولیٰ، بروز ہفتہ، مولانا شفیق الرحمان صاحب (کوٹلی، مانسہرہ) بندہ امجد کے ہاں تشریف لائے۔حضرت مدیر صاحب سے ان کی ملاقات اور علمی مجلس ہوئی۔

Idara Ghufran

☐......۱۶/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، بندہ امجد مع اہل خانہ مولانا قاری محمد وسیم صاحب زید مجدہ، (برادر قاری محمد صدیق صاحب) کے ولیمہ میں شامل ہوا۔

☐......۱۷/ جمادی الاولیٰ، بروز سوموار، شعبہ حفظ کے طالبعلم صداقت اللہ کا حفظ مکمل ہوا، دعائیہ تقریب شعبہ حفظ کی درس گاہ میں ہوئی۔

☐......۱۷/ جمادی الاولیٰ، بروز سوموار، مفتی محمد یونس صاحب کے بہنوئی جناب قاضی محمد رؤف صاحب رات کو اچانک حرکت قلب بند ہونے کے نتیجہ میں انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو اجر وصبر دے۔ مرحوم کے نوعمر اکلوتے بیٹے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے اسی طرح اچانک فوت ہو گئے تھے۔

☐......۱۷/ جمادی الاولیٰ، بروز سوموار، قاری محمد طاہر صاحب کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی "محمد ھود" نام تجویز ہوا، اس سلسلہ میں ۲۳ جمادی الاولیٰ، اتوار کو قاری طاہر صاحب نے ادارہ میں ضیافت دی۔

☐......۱۸/ جمادی الاولیٰ، بروز منگل، بعد عصر، حضرت مدیر صاحب کا جناب عابد صاحب کی دعوت پر مسجد علی المرتضیٰ (برف خانہ چوک، راولپنڈی) میں اصلاحی بیان ہوا، اس کے بعد عابد صاحب کے گھر میں بھی بیان ہوا۔

☐......۱۹/ جمادی الاولیٰ، بروز بدھ، بعد مغرب حضرت مدیر صاحب کی طرف سے راولپنڈی اسلام آباد کے اہل علم ارباب افتاء عشائیہ میں مدعو تھے، صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب زادفضلہ (جدہ سعودی عرب، حال وارد سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی) خصوصی طور پر مدعو تھے، اور ذیل کے معزز حضرات اہل علم بھی مدعو تھے جو تشریف لائے، مفتی دوست محمد صاحب (اسلام آباد) مفتی ریاض احمد صاحب (راولپنڈی) مفتی شکیل احمد صاحب (اسلام آباد) مفتی احسان الحق صاحب (اسلام آباد) مفتی زکریا اشرف صاحب (اسلام آباد) مفتی محمد مراد صاحب اور مولانا وحید الرحمان صاحب (مدرسہ انس سیٹلائٹ ٹاؤن)

☐......۲۱/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب نے جناب مختار احمد صاحب (قاسم آباد، راولپنڈی) کے بیٹے کا نکاح کمیٹی چوک میں پڑھایا۔

☐......۲۱/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ، صبح، حضرت مدیر صاحب، اپنے بہنوئی جناب عابد خان صاحب کی عیادت کے لئے سول ہسپتال، راولپنڈی تشریف لے گئے، جو کہ مریض ہیں، احباب سے صحت یابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

☐......۲۲/ جمادی الاولیٰ، بروز ہفتہ، بندہ امجد اور قاری محمد طاہر صاحب نے جناب منظور شاہ صاحب کے جنازہ میں شرکت کی، جن کا ادارہ اور احبابِ ادارہ سے خصوصی تعلق تھا، اللہ مغفرت فرمائے۔

☐......۲۶/ جمادی الاولیٰ، بروز بدھ بعد مغرب، حضرت مدیر صاحب اور آپ کی معیت میں مفتی محمد یونس صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا طارق محمود صاحب، مولانا محمد ناصر صاحب، مولوی حافظ غلام بلال صاحب اور بندہ امجد سیٹلائٹ ٹاؤن میں صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب کے ہاں عشائیہ میں شریک ہوئے۔ جہاں راولپنڈی اسلام آباد کے متعدد اہلِ علم وارباب افتاء بھی مدعو وشریک تھے۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21 /فروری/ 2015ء، بمطابق یکم/ جمادی الاوّل/ 1436ھ: پاکستان: پاکستان اور چین کی کوششوں سے افغانستان اور افغان طالبان میں رابطے 22 /فروری: پاکستان: کرکٹ میچ پر جوا کھیلنے والے 16 جواری گرفتار، نقدی اور سامان برآمد 23 /فروری: پاکستان: جام شورو وین میں سلنڈر پھٹنے سے آگ لگ گئی، 10، مسافر زندہ جل گئے، 11 افراد زخمی 24 /فروری: پاکستان: پشاور مَردوں کی آواز میں تاجروں سے بھتہ مانگنے والی لڑکی گرفتار 25 /فروری: پاکستان: لاہور وحدت کالونی، پولیس کا پتنگ ساز فیکٹری پر چھاپہ مالک گرفتار 26 /فروری: پاکستان: لاہور پنجم کے امتحانات میں بدنظمی، انگریزی کا پرچہ کئی گھنٹے لیٹ، سوالنامے کم نکلے 27 /فروری: پاکستان: ملیحہ لودھی نے اقوامِ متحدہ میں پہلی پاکستانی خاتون سفیر کی ذمہ داریاں سنبھال لیں 28 /فروری: پاکستان: گلگت جیل سے نانگا پربت حملہ کے 4 خطرناک قیدی فرار، ایک مارا گیا، ایک گرفتار، آئی جی جیل خانہ جات، ڈپٹی جیلر سمیت تمام عملہ معطل یکم/ مارچ: پاکستان: بھارت نے جنگی بجٹ میں 4 ارب ڈالر اضافہ کردیا 2/ مارچ: پاکستان: ملک بھر میں بارشیں، نشیبی علاقے ڈوب گئے، حادثات میں 6 جاں بحق، 21 زخمی 3/ مارچ: پاکستان: بارشوں سے تباہی، 4 ایف سی جوانوں سمیت 21 جاں بحق 4/ مارچ: پاکستان: 37 لاکھ ڈالر کی ویکسین ضائع، محکمہ صحت کے 2 افسر معطل 5/ مارچ: پاکستان: کرایہ داروں کے کوائف تھانہ میں جمع نہ کروانے پر 3 سال قید، 2 لاکھ جرمانہ، پنجاب اسمبلی سے بل منظور 6/ مارچ: پاکستان: سینٹ الیکشن: پنجاب میں ن لیگ کا کلین سویپ، سندھ میں پیپلز پارٹی اور متحدہ، کے پی کے میں پی ٹی آئی کامیاب 7/ فروری: پاکستان: پنجاب سندھ میں 20 ستمبر کو بلدیاتی انتخابات، سپریم کورٹ اور الیکشن کمیشن کا اتفاق 8/ مارچ: بھارت: مقبوضہ کشمیر حریت رہنما مسرت عالم کو رہا کردیا گیا 9/ مارچ: پاکستان: پشاور مسجد میں جرگہ کے دوران فائرنگ، ایک جاں بحق، 4 زخمی 10/ مارچ: پاکستان: 2750 کلومیٹر تک مار کرنیوالا، بیلسٹک میزائل کا کامیاب تجربہ، ایٹمی اور روایتی ہتھیار لے جاسکتا ہے 11/ مارچ: پاکستان: اسلام آباد میں بجلی چوری کرنے والی واپڈا ٹیم پر فائرنگ، 2 اہل کار جاں بحق، آئیسکو ملازمین کا لاشیں اٹھا کر احتجاج 12/ مارچ: پاکستان: کراچی ایم کیو ایم کے مرکز نائن زیرو پر چھاپہ، سزا یافتہ مفرور مجرموں سمیت متعدد گرفتار، ممنوعہ اسلحہ برآمد، متحدہ سیکرٹریٹ ہال سیل کردیا گیا کراچی لاہور

Idara Ghufran

موٹروے کا سنگِ بنیاد، منصوبہ اڑھائی سال میں مکمل ہوگا ☜ 13/مارچ: پاکستان: رضا ربانی بلا مقابلہ چیئرمین، عبدالغفور حیدری 74 ووٹ لے کر ڈپٹی چیئرمین سینٹ منتخب، خلف اٹھالیا ☜ 14/مارچ: پاکستان: مسلّح ڈرون براق، اور لیزر گائیڈڈ میزائل برق کا کامیاب تجربہ، دہشتگردوں کے خلاف لڑائی میں استعداد میں اضافہ ہوگا، آرمی چیف اور وزیر اعظم کی قوم کو مبارکباد ☜ 15/مارچ: پاکستان: ایک کروڑ دس لاکھ سمیں بند، تصدیق سے دہشتگردی ختم ہوگی، چیئرمین پی ٹی اے ☜ 16/مارچ: پاکستان: لاہور: یوحنا آباد، 2 گرجا گھروں میں خودکش حملے، 16 ہلاک، 85 زخمی، مشتعل ہجوم کا پُرتشدد احتجاج، 2 افراد زندہ جلا دیئے، میٹرو بس اسٹیشن پر توڑ پھوڑ ☜ 17/مارچ: پاکستان: 2 بے قصور افراد کو زندہ جلانے، گاڑی کی ٹکر سے ہلاکتوں اور توڑ پھوڑ پر 5 مقدمات درج ☜ 18/مارچ: پاکستان: مانسہرہ پولیو ٹیم پر حملہ، 2 لیڈی ہیلتھ ورکرز اور پولیس اہلکار شہید ☜ 19/مارچ: پاکستان: کوٹ لکھپت سمیت 6 جیلوں میں 11 مجرموں کو پھانسی دے دی گئی ☜ 20/مارچ: پاکستان: کراچی متحدہ کے 2 دفاتر پر چھاپے، سیکٹر انچارج سمیت 5 کارکن گرفتار۔

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: (0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔فون نمبر: 0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی

فون: 0333-5187568